اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

بفضلہ تعالیٰ

کتاب المحبت والشوق

مؤلفہ ومترجمہ

جناب مستطاب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب

حسب فرمائش آنریری منیجر صاحب بک ڈپو مدرسۃ العلوم

علیگڈھ

بار دوم

در مطبع عام مفید آگرہ طبع گردید

سنہ ۱۹۰۵ء

مختصر فہرست کتب موجودہ دوکان القرض مدرستہ العلوم علی گڈھ

نام کتاب	قیمت
شمائل شریف مترجمہ ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی - کاغذ سفید متن حنائی مجلد معہ نقرئی بیل ...	۲ روپے
ایضاً ... ایضاً " " " " بلا جلد	عہ ۸/
قرآن شریف " " ایضاً " " " " مجلد	سے ۱۰/
ایضاً " " ایضاً " " " بلا جلد	سے
قرآن شریف مترجم ہشت پہل معہ ترجمہ تفسیر حسینی اردو کاغذ سفید ولایتی بلا جلد	معہ
ایضاً " ایضاً " " ولیسی "	سے
تفسیر القرآن جلد اول مصنفہ سر سید احمد مرحوم - اس جلد مین سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام آگرہ مجلد مطلا ...	سے ۸/
ایضاً " " " " " " مجلد سادہ	عصہ ۱۲/
تفسیر القرآن جلد دوم - اس جلد مین سورہ آل عمران سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام آگرہ مجلد مطلا ...	سے ۸/
ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً مجلد سادہ	عہ ۱۲/
تفسیر القرآن جلد سوم - اس جلد مین سورہ انعام اور سورہ اعراف کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید مجلد مطلا ...	ملے
ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً کاغذ زرد مجلد سادہ	للعہ
تفسیر القرآن جلد چہارم - اس جلد مین سورہ انفال سورہ توبہ - اور سورہ	

اَلَّذِینَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ

بفضلہ تعالیٰ

کتاب المحبت والشوق

مؤلفہ ومترجمہ

جناب مستطاب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب

حسب فرمایش آنریری منیجر صاحب بک ڈپو مدرسۃ العلوم

علیگڈھ

بار دوم

در مطبع مفید عام آگرہ طبع گردید

۱۹۰۵ء

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ واھلبیتہ اجمعین - بعد حمد و صلوٰۃ کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اصحاب ذوق اور ارباب شوق کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کتاب احیاء العلوم جسکی تعریف نہین ہوسکتی اکثر میرے مطالعہ مین رہاکرتی اور اور کبھی کبھی بوقت فرصت مین اُسکے بعض مضامین کو اُردو مین لکھا کرتا اور مثنوی مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات اور اشعار بموقع مناسب پر ملادیا کرتا ان دنوتمین بعض احباب نے فرمایش کی کہ احیاء العلوم کی کتاب المحبت مین سے عمدہ عمدہ مضامین منتخب کرکے بطور ایک رسالہ کے اُردو مین لکھو اور جابجا اشعار اور حکایات مثنوی کی بھی ملادو چنانچہ مین نے اُسیطرح پر اِس کتاب کو ختم کردیا اگرچہ یہہ کتاب بلفظ ترجمہ اُسکا نہین ہے بلکہ کہین مضمون اُسکا کم ہوگیا ہے اور کہین اور کتابون کا مضمون بڑھگیا ہے مگر تب بھی اکثر مضامین اُسی کتاب کے ہین اللہ جلشانہ مجھکو اور میرے دوستون اور جملہ مومنین کو اسکے دیکھنے سے فائدہ پہونچاوے آمین -

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا اُسی خدا کو زیبا ہے جو اپنے دوستون کے دلون کو پاک کر دیتا ہے کہ وہ دنیا
کی خوبی اور طراوت پر نظر نہین کرتے اور اونکے باطنون کو صاف کر دیتا ہے کہ سواے اُسکے
کسی طرف آنکھ اوٹھا کر نہین دیکھتے پھر اُنکو خالص کر لیتا ہے کہ اُسی کے بساط عزت پر بیٹھے
رہتے ہین پھر اُنپر اپنی اسما و صفات کی تجلی چمکاتا ہے کہ وہ انوار معرفت سے روشن
ہو جاتے ہین پھر اونکو اپنا جمال بے پردہ دکھلاتا ہے کہ آتش محبت مین جل جاتے ہین پھر
ان پر اپنی جلال کا حجاب کر دیتا ہے کہ جس سے صحراے عظمت و کبریا مین بھٹکتے پھرتے ہین
پھر جب اُسکے جلال کو ملاحظہ کر کے کچھہ حظ اُٹھاتے ہین تو اونکو دہشت سے بیہوش
کر دیتا ہے کہ عقل و بصیرت سے بیخبر ہو جاتے ہین اگر نا اُمید ہو کر لوٹنے کا قصد کرتے
ہین تو لوٹنے نہین دیتا اور خطاب کرتا ہے کہ کیون اپنی جہالت اور عجلت سے مایوس
ہو کر پھرے جاتے ہو صبر کرو اور جلدی نہ مچاؤ پس نہ پھر سکتے ہین نہ پہونچ سکتے ہین نہ دور
رہ سکتے ہین نہ نزدیک جا سکتے ہین حیران ہو کر دریاے معرفت مین غرق ہو جاتے ہین ۔

اور رحمت کاملہ نازل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکی ذات پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اونکے آل واصحاب پر جنکو خلق کی سیادت اور امامت کا عہدہ عنایت ہوا۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ اللہ جلشانہ کی محبت وہ مقام ہے جسپر تمام مقامات کا خاتمہ ہے اور یہہ وہ درجہ ہے جس پر تمام درجات کی انتہا ہے بعد سمجھنے معنی محبت کے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مقام پہلے محبت سے نہیں ہے مگر ایک مقدمہ اُسی کے مقدمات سے ہے مثل توبہ اور زہد اور صبر وغیرہ کے اور کوئی درجہ بعد محبت کے نہیں ہے مگر وہ ایک ثمرہ اور ایک نتیجہ اُسی کے ثمرات اور نتایج سے ہے مثل شوق اور انس اور رضا وغیرہ کے اور کوئی مقام گو کیسا ہی عزیز الوجود کیوں نہو ایسا نہین ہے کہ جسکے امکان پر کسی کو ایمان نہہووے مگر محبت اللہ جلشانہ کی عجیب مقام ہے کہ اُسکے امکان پر ایمان لانیوالے بہی کم ہیں یہان تک کہ بعضے علما اُسکے امکان سے انکار کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ کی محبت کے سواے اسکے اور کچہہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیشہ اُسکی اطاعت کی جاوے کیونکہ محبت کیلئے ضرور ہے کہ محبوب اُسی جنس اور اُسی کے مثل ہووے اور جبکہ وہ علما محبت سے انکار کرتے ہین تو اُنس اور شوق اور لذت مناجات اور تمام لوازم محبت سے بہی انکار کرتے ہیں پس ضرور ہے کہ اس امر سے حجاب دور کیا جاوے اور حقیقت محبت کی بیان کی جاوے اس لیئے ہم اس کتاب میں اول تو محبت کے باب مین شریعت کی شہادت لائینگے پھر اُسکی حقیقت اور اسباب کو بیان کرینگے پھر اس امر کو لکہیں گے کہ سواے اللہ جلشانہ کے اور کوئی استحقاق محبت کا نہیں رکہتا پہر اسکو بیان کرینگے کہ سب سے بڑہکر لذت دیدار کی ہے پہر بیان کرینگے کہ دیدار آخرت میں موقوف ہے اسپر کہ دنیا مین اُسکی معرفت حاصل ہووے پہر بیان اس بات کا کرینگے کہ وہ کون سے سبب ہیں کہ جن سے

محبت اللہ جلشانہ کی ثمر ہے پھر اسکو بیان کرینگے کہ کیا سبب ہے کہ انسان محبت میں باہم تفاوت رکھتے ہیں پھر بیان کرینگے کہ کیا سبب ہے کہ سمجھہ لوگون کی اُس کی معرفت سے قاصر ہے پھر معنی شوق کے بیان کرینگے پھر بیان کرینگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت رکھتا ہے پھر بیان کرینگے کہ محبت کی علامتیں کیا ہیں جس سے معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا کو چاہتا ہے پھر معنی اسکے بیان کرینگے پھر اس ہیئت جو دل کو کشادگی ہوتی ہے اسکو لکھیں گے پھر رضا کے معنی اور اُسکی فضیلت اور حقیقت بیان کرینگے پھر اس کو بیان کرینگے کہ دعا اور گناہ سے محبت جاتی نہیں رہتی پھر کچھ حکایتین اور باتین عاشقون کی نقل کرینگے پس اتنے بیان اس کتاب میں ہیں

بیان شریعت کے گواہون کا ثبوت میں محبت میں بندہ کے ساتھ خدا سے عزوجل کے

اس کو جاننا چاہیے کہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہے پس اگر محبت کا وجود نہ ہوتا تو فرضیت اُسکی کس طرح ہوتی اور محبت کے معنی طاعت کے نہیں ہیں اسلئے کہ طاعت نتیجہ اور ثمرہ محبت کا ہے اور محبت کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے یحبھم ویحبونہ کہ اللہ جلشانہ اُن سے محبت رکھتا ہے اور وے اُس سے محبت رکھتے ہیں دوسرا قول اللہ عزوجل کا یہ ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ کہ ایمان والے سب سے بڑھکر اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو اس آیت سے محبت اور تفاوت محبت کا ثبوت ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند حدیث میں اللہ جلشانہ کی محبت کو ایمان کے شرط میں بیان فرمایا ہے چنانچہ ابورزین عقیلی نے حضرت سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے سب سے بڑھکر محبت

رکھے اور دوسری حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایمان نہین لاتا جب تک
کہ اللہ اور اُس کا رسول سب سے زیادہ اس کے محبوب نہ ہون اور ایک حدیث
مین بیان فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان نہین لاتا جبتک کہ مین اُس کے نزدیک اُسکے
اہل وعیال اور دولت ومال اور سب آدمیون سے زیادہ محبوب نہ ہون اور ایک
روایت مین ہے کہ جب تک اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہون اور کیون نہو
خود اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور مال اور دولت
اور تجارت زیادہ محبوب ہونگے بہ نسبت اللہ اور اُس کے رسول کے تو تم اُس کے
حکم کے منتظر رہو اور اُس کو محل تھدید وانکار مین ارشاد فرمایا ہے اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ اللہ اور اُسکے رسول سے محبت رکھو چنانچہ فرمایا ہے
کہ اللہ جلشانہ سے محبت رکھو کیونکہ وہ ہر روز تم کو نعمتین پہونچاتا ہے اور مجھہ سے
محبت رکھو اس لئے کہ اللہ مجھہ سے محبت رکھتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ان آیات
واحادیث سے ثابت ہوا کہ محبت اور طاعت مین فرق ہے طاعت صرف ثمرہ محبت
اور نتیجہ محبت ہے نہ اصل حقیقت محبت پس جو لوگ محبت کی حقیقت سے انکار
کرتے ہین وہ بادہ محبت کے مزہ سے بے خبر ہین اور ہر چند ہر عاقل اس سخن آشنا سے
دیوانہ ہے اور افسون محبت اُس کے نزدیک افسانہ لیکن ؎

دل شناسد کہ چیست جوہر عشق	عقل را زہرۂ بصارت نیست

پروانہ کو خبر ہے کہ تلخی دود شمع مین کیا حلاوت ہے اور دیوانہ کو معلوم ہے کہ زنجیر کی
جھنکار مین کیا کیفیت ہے قطعہ

تو نازنین جہانی و ناز پروردہ	ترا ز سوز درون و نیاز ما چہ خبر

چو دل بہ مہر نگاری نہ بستۂ ای مہ	تراز حالت عشاق بینوا چہ خبر

روایت مین آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ یا حضرت مین آپ کو چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر ہم کو چاہتے ہو تو فقر پہ مستعد رہو پھر اُس نے کہا کہ مین اللہ جلشانہ کو چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کو چاہتے ہو تو بلا کے تحمل پر آمادہ رہو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب ابن عمیر کو دیکھا کہ وہ چلے جاتے ہین اور ایک بکری کے کہال کا کمر بند کمر سے باندہے ہوے ہین کہ اونکو دیکھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کو کہ کس طرح پر اللہ نے اُس کے دل کو روشن کیا ہے مین نے دیکھا تھا کہ اُسکی والدین کس طرح پر اُسکی پرورش کرتے تھے عمدہ عمدہ غذائین اوسکو دیتے تھے اب اللہ اور اُس کے رسول کی محبت نے اُس کا یہہ حال کر دیا ہے جو کہ تم دیکھہ رہے ہواں احادیث سے ثابت ہوا کہ محبت اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسی کو ہو گی جو کہ فقر اور بلا پر مستعد رہیگا اور فقر کو فخر سمجھیگا اور بلا اور مصیبت پر شکر کریگا اس لئے کہ عاشق کو صرف یہ کافی ہے کہ معشوق کے سوا ہی کسی طرف التفات نہ کرے اُسکی محبت سے کام رکہے اگر وہ لطف کر کے اپنے پاس بلاوے تو اُسکی مہربانی ہے اور اگر بہ قہر اسکو دور کرے تو اُس کی مرضی ہے بلکہ ہزار مرتبہ معشوق اُسکو نکالے وہ اُس کا کوچہ نہ چھوڑے اور ہزار طرح اپنا دامن چھوڑاوے وہ اُس کا دامن ہاتھہ سے نہ دیوے اگر چلے تو اُسی کی طرف اگر بھاگے تو اُسی کی جانب کسی طرح پر طلب نہ چھوڑے کما قیل

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید
جان بر لب است و در دل حسرت کہ از لبانش	نگرفتہ ہیچ کامی جان از بدن بر آید

ہزار معشوق اُن کا اُن سے منہہ چھپاوے وہ اُس کے دیدار کی خواہش نہ چھوڑیں اور جب تک وہ اپنا جمال نہ دکھلاوے اوسکے کوچہ سے نہ ہٹیں ہر وقت زبان حال سے یہی پکارتے رہیں ؎

بنمای رخ کہ خلقی والہ شوند و حیران	بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

بلکہ جو عاشق صادق ہیں وہ قہر میں زیادہ لطف پاتے ہین اور فقر اور بلا پر زیادہ شکر کرتے ہیں چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رح جس روز فقر و بلا سے فارغ رہتے تو کہتے تھے کہ آلٰہی تو نے آج نان دی مگر نان خورش کہاں ہے یعنی کیا خفگی ہے کہ آج کوئی مصیبت نہیں دی اس لئے کہ مصیبت تو عاشقوں کے حصہ مین ہے ؎

زاہدانرا جنۃ الفردوس باید منزل گاہ	عاشقانرا لذت اندر قعر زندان ست و بس
لطف اورا عام و خاص و نیک و بد یابندہ اند	قہر او را بیش رفتن کار خاصان ست و بس

عاشق وہی ہے کہ اگر ایک لمحہ میں محبوب اُس کا اُسکو ہزار بار دار پر کھینچے اور اپنے آپ کو اُس سے بیزار بناوے تب بہی وہ بدستور ثابت قدم رہے اور اگر ہزار مرتبہ جسم اُس کا پارہ پارہ کرے تب بہی وہ کچھ الم نہ پاوے اور اگر اُس کو درکات دوزخ میں ڈال دیوے تب بہی وہ کچھ پروا نہ کرے جیسا کہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ التحیۃ والثنا فرماتے کہ لو کان بینی و بینک بحر من نار لخضت فیھا شوقا الیک۔ کہ آلٰہی اگر میرے اور تیرے بیچ میں ایک آگ کا دریا حائل ہوتا تو تیرے شوق میں اُس میں کود پڑتا اور اُس سے نہ نکل جاتا۔

حکایت

لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تہا کہ وہ دریاے محبت میں ڈوبا ہوا اور

آتش عشق میں جلا ہوا تب خداوند عالم نے اُس کی محبت دکھلانیکو اُسکا امتحان لیا اور اُسوقت کے نبی کو حکم دیا کہ اس شخص سے کہہ دو کہ تیرے واسطے جہنم میں جگہ ہے تو کیون اسقدر عبادت کرتا ہے نبی نے اُس سے جا کر کہا وہ نہایت خوشی سے وجد میں آیا اور کہا کہ الحمد للہ پیام دلدار کا تو لا ے اب تک تو ہم جانتے تھے کہ ہمارا اُس محفل میں کچھ ذکر ہی نہیں ہے اب معلوم ہوا کہ جہنم میں ہمارے واسطے جگہ تجویز کی گئی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو گی تب اُس نبی کو الہام ہوا کہ تم نے ہمارے عاشقوں کو دیکھا ہماری محبت نے کس طرح پر اُن کو بے خبر کر رکھا ہے کہ ہماری رضا پر راضی اور ہماری قضا پر شاکر ہیں مولانائے معنوی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ جلشانہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی وہ خصلت کیا ہے جس سے مجھے تیری محبت زیادہ ہو جواب ہوا کہ اے موسیٰ میرے سوا کسی طرف التفات نہ کر میرے پھر کو دوسرے کی محبت سے بہتر جان اور بلا اور مصیبت میں بھی میرا دامن نہ چھوڑ اے موسیٰ تو آخر ہوشیار اور جوان اور عقیل ہے کیون میرا دامن چھوڑیگا جب کہ تو جانتا ہے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے خیال کر کہ بچہ اپنی مان کا دامن کب چھوڑتا ہے مان اُس کو مارتی جاتی ہے وہ اُسی کی بدن سے چپٹنا جاتا ہے وہ ہٹاتی جاتی ہے وہ اُسی کا دامن پکڑتا ہے کما قیل ؎

گفت چون طفلی بہ پیش والدہ	وقت قہرش دست ہم وروی زدہ
خود نداند کہ جز او دیار ہست	ہم از و مخمور و ہم از او ست مست
مادرش گر سیلیی بر وے زند	ہم بہ مادر آید و بر وے تند
از کسے یاری نہ خواہد غیر او	زو ست جملہ شر او و خیر او

خاطر تو ہم زیاد زخیر و شر	التفاتے نیست جاہا سے دگر

اور خبر مشہور میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے وقت نزع کے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کو مارتا ہو اُسوقت اللہ جلشانہ نے وحی کی کہ تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ دوست کے ملنے سے نفرت کرتا ہو تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ملک الموت اب اپنا کام کر لیکن یہہ رتبہ اُسی شخص کا ہے جو کہ دل و جان سے اللہ جلشانہ کو چاہتا ہے اور جب کہ وہ جانیگا کہ موت سے میرا محبوب ملیگا تو اُس کیلئے دل اُسکا بیقرار ہوگا اور سوائے موت کے کچھ اچھا معلوم نہ ہوگا اور اسی واسطے اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کہ اے یہود اگر تم سچے ہو کہ تم خدائے جلشانہ کو چاہتے ہو تو موت کی خواہش کرو اس لئے کہ یہہ ذریعہ ہمارے وصال کا ہے مولانا فرماتے ہیں

چون تمنوا موت گفت ای صادقین	صادقم جانرا بر افشانم برین چه
هرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا	چون قفس هشتن پریدن مرغ را
جانهای بستهٔ اندر آب و گل	چون رهند از آب و گلها شاد دل
در هوای عشق حق رقصان شوند	همچو قرص بدر بے نقصان شوند
ای حریفان من از انها نیستم	کز خیالاتے درین ره ایستم
مردن اینساعت مرا شیرین شداست	بل هم احیای پی من آمداست
اقتلونی یا ثقاتی لائما	ان فی قتلی حیاتی دائما

اور حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الٰہی مجھہ کو اپنی محبت عطا کر اور محبت اُس کی جو مجھے چاہتا ہے اور محبت اُس شے کی جو تیری محبت سے مجھے

نزدیک کرے اور اپنی محبت کو مجھے آپ سرور سے زیادہ محبوب کر ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا حضرت قیامت کب ہوگی آپ نے پوچھا کہ تو نے اُس کے واسطے کیا سامان جمع کیا ہے اُس نے کہا کہ نہیں نے نماز نہیں نے روزہ کثرت سے جمع کیا ہے ہان میں اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول کی محبت رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ جو جس کو چاہیگا وہ اُسی کے ساتھ رہیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے مسلمان کسی چیز سے اسقدر خوش نہیں ہوے جتنے کہ اِس بات سے خوش ہوے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ جلشانہ کی خالص محبت کا مزہ چکہا وہ دنیا کی طلب نہ کریگا اور سب آدمیون سے وحشت کرنے لگیگا سچ ہے بیت

خواب راحت شد از آن دیدہ کہ دیدن دانست	رفت آسایش از آن دل کہ طپیدن دانست

اور عاشق صادق کی علامت یہی ہے کہ اُس کی نظر مین محبوب کے سوا کوئی نہ سماوے اور سب سے اُس کا تعلق چھوٹ جاوے اور کوئی خواہش اُس کے دل مین نہ رہے مراد و مطلوب اُسکا صرف محبوب ہو پس اسی واسطے جو عاشق خدا کا ہوگا اُسکو دنیا سے کچھ علاقہ نہ رہیگا طالب مولیٰ طالب دنیا نہ ہوگا جیسا کہ مولانا نے معنوی مجنون کے حال میں ایک حکایت لکھتے ہیں کہ وہ لیلیٰ کی طلب مین اونٹنی پر سوار ہو کر چلا اونٹنی بچہ کی محبت سے پیچھے پھر پھر آتی اور مجنون کو منزل لیلیٰ تک نہ پہونچاتی کہ آخر اُس نے ناقہ کو چھوڑا اور کوچہ محبوب مین پہونچا ~

بود مجنون را سبک رو ناقۂ	ور بچہ لیلیٰ مراد را ناقۂ
جای دیگر بود لیلیٰ را نکو	شد سوار ناقہ مجنون سوئی او

ناقه را میراند مجنون هر زمان | بچه از ناقه بماندش ناگهان
میل مجنون جانب لیلی کشان | میل ناقه جانب طفلش دوان
یکدم ار مجنون زخود غافل شدی | ناقه گردیدی و واپس آمدی
عشق و سودا چونکه پر بودش بدن | می نبودش چاره از بیخود شدن
آنکه او باشد مراقب عقل بود | عقل را خود عشق لیلی در ربود
لیک ناقه بس مراقب بود و چست | چونکه او دیدی مهار خویش سست
فهم کردی زو که غافل گشت و دنگ | رو سپس کردی بیک ره بیدرنگ
چون بخود باز آمدی دیدی ز جا | کو پسش رفتست بس فرسنگها
در سه روزه ره بدین احوالها | ماند مجنون در تردد سالها
گفت ای ناقه چو هر دو عاشقیم | هر دو ضد بس همره نالایقیم
نیستت بر وفق من مهر و مهار | کرد باید از تو صحبت اختیار
این دو همره یکدگر را رهزن‌اند | گمره آن جان کو فرو ناید ز تن
جان ز هجر عرش اندر فاقه‌ای | تن ز عشق خاربن چون ناقه‌ای
جان گشاید سوی بالا بالها | در زده تن در زمین چنگالها
تا تو با من باشی ای مرده وطن | پس ز لیلی دور ماند جان من
راه نزدیک و بماندم سخت دیر | سیر گشتم زین سواری سیر سیر
سرنگون خود را ز اشتر در فکند | گفت سوزیدم ز غم تا چند چند
آنچنان افکند خود را سخت زیر | که مخلخل گشت جسم آن دلیر
چون چنان افکند خود را سوی پست | از قضا آن لحظه هم پایش شکست

پاہی را بر لبست گفتا گوشوم — در خم چوگانش غلطان میروم
عشق مولی کی کم از لیلی بود — گوی گشتن بہر او اولی بود
گوی شو میگرد در میدان عشق — غلط غلطان در خم چوگان عشق
خانہ ویران کن فرود آی زوی — تا بکے وابستہ ہر کیب شوی
راہ لذت از درون نہ از برون — چند آبادانی و قصر و حصون
قصر چیزے نیست ویران کن بدن — گنج در ویرانی است ای میر من
این نمے بینی کہ در بزم شراب — مست آنکو خوش شود کو شد خراب
گرچہ پر نقش است خانہ بر کنش — گنج جو و ز گنج آبادان کنش

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے خدای جلشانہ کو پہچانا وہ اُس سے محبت کریگا اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اُس سے نفرت کریگا اور مومن لہو ولعب میں نہ رہیگا تا کہ غافل ہو اور جب وہ فکر کریگا تب غمگیں ہوگا اور حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ اللہ جلشانہ کی مخلوقات مین ایسے ایسے لوگ ہین کہ جن کو جنت اور اُس کی نعمتیں تو ذکر سے باز ہی نہیں رکھتیں تو اون کو دنیا کب باز رکھ سکیگی اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا گذر تین شخصون پر ہوا جنکے جسم لاغر اور رنگ زرد ہو گئے تھے آپ نے پوچھا کہ کس لئے تمہارا یہہ حال ہے اُنھوں نے کہا کہ دوزخ کے خوف سے آپ نے فرمایا کہ خدا ے جلشانہ پر واجب ہے کہ ڈرانیوالے کو بچاوے پھر وہان سے چلے تو اور تین شخصون کو دیکھا کہ وہ لاغری بدن اور زردی چہرہ میں اُن سے بھی بڑہ کر تھے اُن کو بھی آپ نے وہی پوچھا اُنہون نے کہا کہ جنت کے شوق نے یہہ حال کر دیا ہے

آپ نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ پر واجب ہے کہ جو تم چاہتے ہو وہ تم کو دے آگے جب بڑھے تو آپ نے اور تین آدمیوں کو دیکھا کہ جنکی لاغری اور ناتوانی حد سے زیادہ تھی اور جنکے چہرے نور کے آئینہ معلوم ہوتے تھے اُن سے بھی آپ نے وہی سوال کیا اونھوں نے کہا کہ اللہ جلشانہ کی محبت نے یہہ حال کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم ہی مقربانِ بارگاہ ہو تم ہی خاصان درگاہ ہو تم ہی نزدیکانِ حضرت اعلیٰ ہو اور عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میرا گذر ایک شخص پر ہوا جو کہ برف میں سوتا تھا میں نے پوچھا کہ تجھ کو برف کی سردی نہیں معلوم ہوتی اُس نے کہا کہ جس کو اللہ جلشانہ کی محبت نے سب سے بے تعلق کر دیا ہو اُس کو برف کی سردی کیا معلوم ہو ولنعم ما قیل ؎

گدای کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است	اسیر بند تو از ہر دو عالم آزاد است

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ روز قیامت کے تمام امتین اپنے انبیاؑ کے نام سے پکاری جائینگی کہ اے امت موسیٰ اور اے اُمت عیسیٰ اور ای امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوائے عاشقانِ جمال ایزدی کے کہ وہ اس طرح پکاری جائینگے کہ اے خدا کے چاہنے والو چلو اپنے محبوب کے پاس کہ یہہ سنکر اُنکو ایسی خوشی ہوگی کہ قریب ہوگا کہ دل اُن کے پھٹ جاویں اور اُن کو شادی مرگ ہو جائے اور حرم بن حیان فرماتے ہین کہ مومن جب اپنے پروردگار کو پہچانیگا اُس سے محبت کریگا اور جب محبت کریگا تب اُس کی طرف چلیگا اور جب اس کی حلاوت پاویگا تب دنیا کو ہرگز خواہش کی نظر سے اور آخرت کو سستی اور غفلت کی نظر سے نہ دیکھیگا اور وہ اپنے جسم سے تو دنیا مین رہتا ہے اور اپنی روح سے آخرت مین ہے اور یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے کہ عفو سے اُسکے گناہ دور ہوتے ہین یہہ اُس کی رضا کا کیا

پوچھنا ہے اور اُسکی رضا سے سب کام پورے ہوتے ہین تو اُسکی محبت کا کیا ذکر ہے
اور اُس کی محبت عقل کو کھو دیتی ہے پھر اُس کے تردد کا کیا کہنا ہے اور اُسکی مودت
سب چیز کو جو سوا اُس کے ہے بھلا دیتی ہے تو اُس کے لطف کا تو کیا ٹھکانا ہی
اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے جو تیرا
حق مجھ پر ہے اُسی کی قسم ہے کہ میں تجھے چاہتا ہون تو تجھ کو بھی قسم ہے اُس حق
کی جو میرا تیرے اوپر ہے کہ تو بھی مجھ کو دوست رکھ اور یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے
کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر محبت مجھکو زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے بہ نسبت عبادت
۷۰ برس کے جو بغیر محبت کے ہو ولنعم ما قیل ~

پیش حق یک نالہ از روے نیاز	بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

محبت کی حقیقت اور اُس کی اسباب کا بیان

جاننا چاہیئے کہ محبت کے واسطے معرفت یعنی پہچان کا ہونا ضرور ہے اس لئے
کہ اگر پہچان نہ ہوگی تو محبت کیونکر ہوگی پس جس چیز کی ادراک سے کسی قسم کی لذت
حاصل ہو وہ چیز دل کو محبوب ہوگی اور جس سے کچھ ایذا ہو وہ دل کو مبغوض ہوگی
پس محبوب کے معنی یہہ ہین کہ طبیعت کو اُس کی جانب رغبت ہو اور مبغوض کے
معنی یہہ ہین کہ طبیعت کو اُس سے نفرت ہو پس اگر طبیعت کی رغبت بڑھ جاوے
تو اُس کو عشق کہیں گے اور اگر نفرت بڑھ جاوے تو اُس کو عداوت کہیں گے۔

اصل دوسری

جب کہ محبت جاننے اور پہچاننے پر موقوف ہے تو جتنی خواہش کی قسمیں ہونگی
اُتنی ہی محبت کی بھی قسمین ہونگی پس ہر ایک خواہش کو ایک ایک قسم کی چیزون کی

ادراک کی قوت ہے اور اُن میں سے بعضی چیزون کی ادراک سے ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور بہ سبب اُس لذت کے طبیعت کو اُس طرف رغبت ہوتی ہے اور وہی چیز طبیعت سلیم کو محبوب ہو جاتی ہے مثلاً آنکھہ کو اچھی صورتون اور پاکیزہ شکلون کے دیکھنے سے ایک قسم کی لذت ملتی ہے اور کانون کو اچھی آوازون اور موزون راگون کے سننے سے فرحت ہوتی ہے اور قوت شامہ کو اچھی خوشبوؤن کے سونگھنے سے ایک کیفیت ہوتی ہے اور قوت ذائقہ کو اچھے کہانون سے اور قوت لامسہ کو نرم اور نازک چیزون کے چھونے سے لذت حاصل ہوتی ہے غرضکہ جب اِن حواسون کو ان چیزون کے ادراک سے لذت ملتی ہے تو طبیعت کو لامحالہ اُن کی جانب میل ورغبت ہوتی ہے یہانتک کہ خود حضرت سید کائنات علیہ افضل التحیات نے فرمایا ہے کہ مجھکو تمہاری دنیا کی تین چیزین پیاری ہیں خوشبو اور عورتین اور میری آنکھہ نماز سے ٹھنڈی ہوتی ہے پس حضرت نے خوشبو کو محبوب فرمایا۔ حالانکہ آنکھہ اور کان کو اُس سے کچھہ حظ نہین ہے صرف قوت شامہ کو اُس سے حظ ہوتا ہے اور عورتون کو محبوب فرمایا حالانکہ اُن سے صرف قوت باصرہ اور لامسہ کو حظ ہوتا ہے نہ قوت شامہ اور ذائقہ اور سامعہ کو اور نماز کو فرمایا کہ اُس سے خنکی چشم ہوتی ہے اور اُسی کو سب سے بڑہ کر محبوب اپنا بتلایا اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ حواس خمسہ ظاہری اُس سے کچھہ حظ نہیں پاتی بلکہ وہ چھٹوان حواس ہے جو دل کا مرکب ہے اور اسکو وہی جان سکتا ہے جوکہ دل رکھتا ہے اور حواس خمسہ کی لذتون میں تو جانور بھی انسان کے شریک ہیں پس اگر محبت صرف اُنہیں چیزون پر منحصر ہووے جنکو یہہ حواس خمسہ ظاہری جان سکتے ہیں اور اسی دلیل سے یہہ کہا جاوے کہ چونکہ اللہ

جلشانہ حواس کے ادراک سے باہر ہے اور خیال مین نہین آسکتا تو پھر کیونکر اُس کی نسبت محبت کا اطلاق ہوسکے تو انسان کی خاصیت ہی باطل ہو جاوے اور اُس مین اور جانورون مین جو تمیز بہ نسبت چھٹھوین حواس کے ہے جس کو عقل یا نور یا دل یا جو کچھ کہو باقی نہ رہے بڑا بد نصیب وہ شخص جو محبوب حقیقی کی محبت کا منکر ہو اور بڑا بدبخت وہ انسان جو معشوق اصلی کے عشق سے بے خبر ہو نادان وہی ہے جو اُس کی معرفت نہ چاہے جاہل وہی ہے جو اُس سے دوستی نہ رکھے ٹوٹین وہ ہاتھ جو اُس کا دامن نہ پکڑسکیں پھوٹیں وہ آنکھین جو اُسکا جمال نہ دیکھہ سکیں بیت

بشکند دستی کہ خم در گردن یاری نشد	کور بہ چشمی کہ لذت گیر دیداری نشد

جو لوگ اللہ جلشانہ کی محبت سے انکار کرتے ہین وہ نہیں جانتے کہ بصیرت باطنی قوت مین بصیرت ظاہری سے بہت بڑھکر ہے اور دل کی نظر آنکھہ سے بہت زیادہ تیز ہے اور جمال باطنی جس کو عقل دیکھتی ہے وہ جمال ظاہری سے جسکو آنکھہ دیکھتی ہے بہت بہتر ہے اسی لئے بلاشبہہ دل کو اُن اُمور آلہی کے جاننے سے جنکو یہ حواس ظاہری نہیں جان سکتے ایک عجیب لذت حاصل ہوتی ہے کہ ان حواس کی لذتون سے بہت بڑھکر ہے اور اسی واسطے طبع سلیم اور عقل صحیح کو جو رغبت اُسکی طرف ہوتی ہے وہ بہت قوی ہوتی ہے اور محبت کے معنی سوائے اِسکے اور کچھہ نہین ہین کہ جس چیز کے جاننے سے لذت ہووے اُس کی طرف رغبت کرنا کہ جس کی تفصیل اب آئیگی پس یہہ سمجھہ کر اللہ جلشانہ کی محبت سے وہی انکار کریگا جو کہ بہائم کے درجہ سے نہ نکلا ہو اور اِنہیں ظاہری حواسون کے مدرکات پر لذتون کو منحصر جانتا ہو مولانائے معنوی فرماتے ہیں۔

ایها المحبوس فی رهن الطعام	سوف تنجو ان تحملت الفطام
اغتذا بالنور کن مثل البصر	وافق الاملاک یا خیر البشر
چون ملک تسبیح حق را کن غذا	تا رہی ہمچون ملایک از اذا
قوت جبریل از مطبخ نه بود	بود از دیدار خلاق وجود
این چراغ شمس کو روشن بود	نه ز فتیله و پنبه و روغن بود
سقف گردون کو چنین دایم بود	نه ز طناب و استنی قایم بود
ہمچنان این قوت ابدال حق	ہم ز حق دان نه ز طعام نه ز طبق
جسم شانرا ہم ز نور اسرشته اند	تا ز روح و ز ملک بگذشته اند
چند اخوانی نهاده در جہان	لیک از چشم خسیسان بس نہان
نور می نوشد مگر نان می خورد	لاله میکارد بصورت مے چرد
چون شراری کو خورد روغن ز شمع	نور افزاید ز خوردش بہر جمع
نان خوری را گفت حق لا تسرفوا	نور خوردن را نگفته است اکتفوا

اصل تیسری

انسان اپنی ذات کو چاہتا ہے اور غیر کو بھی اپنی ہی ذات کے لئے چاہتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ بنا رہے اور کبھی وہ فنا نہ ہووے اِسی واسطے موت اور قتل سے ڈرتا ہے اور اُس کو بُرا جانتا ہے اِسی لئے اِنسان اول صحت اپنی چاہتا ہے پھر اپنے مال اور اولاد اور دوست آشناؤں کی بقا چاہتا ہے اس لئے کہ درحقیقت اُنکی بقا وہ اپنی ذات کی بقا سمجھتا ہے کہ نام اُس کا باقی رہیگا اور جسقدر مال اور دولت اور کنبہ قبیلہ اُس کا زیادہ ہوگا اُس کو وہ اپنی شوکت اور عزت کی ترقی

سمجھیگا پس ان سب کی محبت دراصل محبت اپنی ذات کی ہے دوسرے اُس شخص کو چاہتا ہے جس نے اُس کے ساتھ احسان کیا ہو اور اُسکو فائدہ پہونچایا ہو لیکن دراصل اُن سے محبت کرنا عین اپنے ساتھ محبت کرنا ہے مثلاً کسی کو طبیب سے جس نے اُسکا علاج کیا ہو محبت ہو تو وہ محبت اِس سبب سے ہے کہ اُس نے اُس کو صحت دی تو یہہ محبت اپنے ہی ذات کی ہوئی تیسیر اسبب آدمی کسی کو دوست رکھے بغیر خیال کسی فائدے کے جو اُس سے حاصل ہو مثلاً محبت حسن و جمال کی کہ خود حسن و جمال باعث محبت ہے اور دل کو اسکی طرف میل ہوتا ہے گو کہ کسی قسم کا فائدہ اُس سے قضاے شہوت وغیرہ کا نہ ہو مثلاً آدمی سبزہ زار و گلزار اور دریا اور نہر اور عمارات لطیفہ کو چاہتا ہے اور اُن کے دیکھنے سے اُس کا دل خوش ہوتا ہے اور سواے دل کی لذت کے اور کسی قسم کا فائدہ اُس سے حاصل نہین ہوتا۔

اصل چوتھی حسن و جمال کے معنی

جاننا چاہیئے کہ جو خیالات اور محسوسات کی تنگی میں گرفتار ہے وہ جانتا ہے کہ حسن و جمال کے یہی معنی ہیں کہ اعضا مناسب ہون شکل اچھی ہو صورت پاکیزہ ہو رنگ سُرخ ہو اور جس میں یہہ سب باتیں جمع ہون اُس کو حسین و جمیل جانتا ہے اور جو شکل و صورت سے خارج ہووے اُس کو جمیل و حسین نہین جانتا حالانکہ یہہ غلطی اُس کی سمجھہ کی ہے بلکہ حسن و جمال کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کا جو کمال ہے وہ اُس میں ہووے پس جو چیز کمال میں کامل ہوگی وہی جمال میں کامل کہلاویگی مثلاً انسان اچھا وہی ہے جس کے اعضا مناسب ہون اور جسکا

رنگ سُرخ ہو جسکا قد و قامت معتدل ہو اور گھوڑا اچھا وہی ہوگا جس میں گھوڑے کی صفات اچھے جمع ہوں خط اچھا وہی کہلائیگا جس کے حرف باقاعدہ اور درست ہوں پس گھوڑے میں اگر انسان کی صفات اور انسان میں گھوڑے کی صفات ہوں تو وہ ہرگز اچھا نہ کہلائیگا بلکہ برا ٹھہریگا غرضکہ ہر ایک چیز کا حسن و جمال علیحدہ علیحدہ ہے اور وہ شکل و صورت پر منحصر نہیں ہے بلکہ اُن چیزوں پر بھی اطلاق حسن کا ہوتا ہے جو حواس خمسہ کے ادراک سے خارج ہیں مثلاً اخلاق نیک وہ جس انسان میں ہونگے تو وہ صاحب خلق حسن کہلائیگا اِسی واسطے جس طرح پر کہ حسن و صورت کا صورت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہے حسن سیرت کا سیرت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہی بلکہ حسن صورت باعث اُسقدر محبت کا نہیں ہے جسقدر کہ حسن سیرت باعث محبت ہے ورنہ کیوں انسان انبیاء اور اولیاء اور ائمہ اور صحابہ اور مجتہدین اور اساتذہ اور فقراء کو دوست رکھیں حالانکہ اُنکی دوستی کہ وہ حسن سیرت کے باعث ہی عشق و صورت پر غالب ہوتی ہے اور تمام مال و متاع بلکہ اپنے جانوں کو انسان اُن پر قربان کر دیتا ہے اور اُنکے نام پر اپنی جان فدا کرتا ہے تو یہہ محبت کچھ اُنکی شکل و جمال ظاہری کے سبب سے نہیں ہے بلکہ سیرت و کمال باطنی کے سبب سے ہے پس معلوم ہوا کہ جمال باطنی بھی باعث محبت ہے بلکہ وہ محبت جمال ظاہری کی محبت پر غالب ہے

اصل پانچویں

کبھی محب اور محبوب میں باہم محبت کا ایک اور ہی سبب ہوتا ہے کہ جس کے سبب سے دونوں میں محبت ہو جاتی ہے کہ وہ باعث نہ جمال ہے نہ کسی قسم کا فائدہ بلکہ فقط تناسب ارواح کہ خواہ مخواہ بلا کسی اور سبب کے باہم محبت ہو جاتی ہے الحاصل

اس تمہید سے ثابت ہوا کہ محبت کے پانچ سبب ہیں اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان پانچوں سبب سے مستحق محبت فقط ایک ذات پاک وحدہ لاشریک لہٗ کی ہے اور کوئی دوسرا مستحق محبت فی ذاتہ نہیں ہے یہانتک کہ انبیا و اولیا کہ انکی محبت بھی بذاتہ نہیں ہے بلکہ انکی محبت عین محبت اللہ جلشانہ کی ہے اس لئے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہی محبوب کا رسول و پیغامبر محبوب ہے محبوب کا محب محبوب ہے تو ان سب کی محبت عین محبت الٰہی ہے شعر

عشق را با تو نسبتی است درست	ہر در ہمہ کہ رفت بر در تست

اب ہم اُن پانچوں سببوں کو بہ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

پہلا سبب کہ آدمی اپنی ہی ذات سے محبت رکھتا ہے اور اپنی بقا چاہتا ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہی سبب بڑا سبب اللہ جلشانہ سے محبت رکھنے کا ہے اسلئے کہ جو شخص اپنی ذات کو پہچانیگا اور اپنے پروردگار کو جانیگا وہ سمجھے گا کہ میری ہستی میری ذات سے نہیں ہے بلکہ اُسکا ہست کرنیوالا اور اُسکا بنانیوالا اور اسکا سنوارنیوالا اور اُسکا درست کرنیوالا اور اُس کو عدم سے وجود میں لانیوالا اور ہی کوئی ہے کہ جسنے اسکو پیدا کیا جس نے اُسکو زندگی دی جس نے اُسکو کمال پر پہونچایا جس نے اُسکو وہ اسباب فراہم کردیئے کہ جس سے اُسکی زندگی ہے ورنہ انسان کیا ہے عدم محض ہے اگر فضل الٰہی شامل حال اُس کے نہ ہوتا تو پردہ نیستی سے اُسکا جمال کس طرح نظر آتا اور اُسکو مراتب کمالی و جلالی کا ہمہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوتا پس وجود و ہستی اُسکی

صرف اُسی حی وقیوم کے سبب سے ہے جو کہ قایم بناتا ہے اور دیگر اشیا کا قیام اُسکی ذات سے ہے پس جب کوئی شخص اپنی ہستی اور وجود کو درست رکھے گا تو کیونکر اُسکو دوست نہ رکھیگا جس کے سبب سے اُسکی ہستی ہے اور جب اُسکو یقین اس پر ہوگا کہ ذات واجب الوجود وہ ہے جس نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو بنایا اور ہم کو زندہ کیا اور ہر حال اور ہر وقت میں وہی باعث ہمارے قیام اور زندگی اور ہستی کا ہے تو ضرور وہ اُس سے محبت کریگا اور اگر یہہ جانکر بھی اُس سے محبت نہ کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ نہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے نہ اپنے پروردگار کو جانتا ہے اور جب اُسکو پہچان ہی نہیں ہے تو محبت کیونکر ہوگی اس لئے کہ محبت ثمرہ معرفت ہے اسیواسطے حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے رب کو پہچانیگا وہ اُسکو چاہیگا اور جو دنیا کو پہچانیگا وہ اُسکو چھوڑیگا اور حدیث شریف میں آیا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنی ذات کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا افسوس اُس آدمی کی بدنصیبی پر جو اپنی ذات کو نہ پہچانے اور سوائے اپنی صورت ظاہری کے اپنے جمال باطنی کی حقیقت کو نہ جانے مولانا فرماتے ہیں

ای غلامت عقل وتدبیرات وہوش	تو چرائی خویش را ارزان فروش
ہیچ محتاج مے گلگون نۂ	ترک کن گلگونہ تو گلگونۂ
اے رخ چون زہرہ ات شمس الضحیٰ	ای گدای رنگ تو گلگونہا
بادہ کاندر خم ہمی جوشد نہان	ز اشتیاق روی تو جوشد چنان
اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم	وی ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم
ای مہ تابان چہ خواہی کرد گرد	ای مہ اندر پیش رویت روی زرد

تو بہر صورت کہ آئی بایستی
کہ منم این واللہ آن تو نیستی

یکزمان تنہا بمانی تو زخلق
در غم و اندیشہ مانی تا بہ حلق

آن تو کے باشی کہ تو آن واحدی
کہ خوش و زیبا و سرمست خودی

مرغ خویشی صید خویشی دام خویش
صدر خویشی فرش خویشی بام خویش

تو بہ این جسم تو آن دیدہ
وارہی از جسم گر جان دیدہ

آدمی دید است باقی گوشت پوست
ہر چہ چشمش دیدہ است آنچہ نہ اوست

گر تو آدم زادہ چون او نشین
جملہ ذرات را در خود بہ بین +

چیست اندر خم کہ نہر اندر نیست
چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست

دوسرا سبب کہ آدمی اُسکو چاہتا ہے جسنے اُسکے ساتھ احسان کیا ہو اور اُسکو فائدہ پہنچایا ہو

جاننا چاہیئے کہ جو شخص کسی کے ساتھ احسان و سلوک کرے یعنی اُسکو مال و دولت عطا کرے اور اُسکی حاجت برلاوے اور اُسکی اعانت کرے اور اُس سے بشیرین کلامی پیش آوے اور اُسکا معین و مددگار رہے اور اُسکو شر اعدا سے بچاتا رہے اور اُسکے مقاصد و مطالب برلانے میں اسباب فراہم کر دیا کرے اور اُسکی خواہش پوری کر دیا کرے اُسکے عزیز و اقارب کو خوش و خرم رکھے تو ایسا شخص ضرور محبوب ہو جائیگا اور آدمی ایسے محسن کو دل سے چاہنے لگے گا پس ہم کہتے ہین کہ یہہ وہ سبب ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اللہ جلشانہ کے اور کوئی مستحق محبت کا نہیں ہے اِس لئے کہ اگر آدمی جانے اور سوچے تو وہ سمجھے گا کہ محسن حقیقی سوای

اُسکے کوئی دوسرا نہیں ہے اور اسکے احسانات کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے کوئی محاسب اُسکو شمار نہیں کرسکتا کوئی گننے والا اُسکو گن نہیں سکتا جیسا کہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها کہ اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو شمار نہ کرسکو گے اور جو ظاہر میں احسان کرتے ہیں وہ محسن مجازی ہیں درحقیقت وہ احسان بھی اُسی کی جانب سے ہے مثلاً کوئی شخص تجھے خزانہ عطا کرے تو وہ محسن حقیقی نہیں ہے بلکہ محسن مجازی ہے حقیقی محسن اللہ جلشانہ ہے اس لئے کہ اُسنے خزانہ جمع کردیا اور دینے والے کو توفیق دی کہ تجھے عطا کرے تو جس نے مال اور ارادہ اور توفیق کو پیدا کیا وہی سچا محسن ہوا اگر اللہ جلشانہ مال کو نہ پیدا کرتا تو خزانہ کہاں سے جمع ہوتا اور اگر دینے والے کا دل تیری طرف راغب نہ کرتا تو وہ کیونکر تجھے دیتا اس لئے کہ سب مطیع و فرمانبردار اُسی کے ہیں تو یہ سب احسان دراصل اُسی کی ہوئے اور دینے والا صرف ایک واسطہ ہوا یعنی جو شخص نظر غور سے احسانات کیطرف دیکھے گا تو وہ سوائے اللہ جلشانہ کے کسی کو محسن نہ پاویگا اور کوئی احسان کرے وہ سمجھے گا کہ میرے خدا نے یہ احسان کیا اللہ جلشانہ فرماتا ہے فاینما تولوا فثم وجه الله جہاں منہہ کروگے اللہ ہی کو پاؤگے مولانا فرماتے ہیں ؎

چون محمد پاک شد زین نار و دود — ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب — او ز ہر شہرے بہ بیند آفتاب
حق پدید است از میانِ دیگران — ہمچو ماہ اندر میان اختران
جان نامحرم نہ بیند روی دوست — جز ہمان جان کاصل او از کوی اوست

پس اگر احسان کرنیوالے سے محبت رکھنا امر طبعی ہے تو کوئی شخص سوائے اللہ جلشانہ کے مستحق محبت نہیں ہے اور باوجود اُسکے اللہ جلشانہ سے محبت نہ رکھنا

دلیل جہالت ہے کہ اُنکو محسن نہیں جانتے اور احسان کو محسن مجازی پر ختم کرتے ہیں حالانکہ یہہ کیسی غلطی ہے اس غلطی کو ایک مثال سے سمجھنا چاہیئے کہ اگر کوئی سائل کسی بادشاہ سے کچھہ سوال کرے اور وہ اُسکو اپنے خزانہ سے کچھہ عطا کرے تو اول وہ اپنے وزیر کو حکم دیگا وزیر اپنے نائب کو کہیگا نائب خزانچی کو اجازت دیگا خزانچی اپنے ملازموں کو اجازت دیگا یہانتک کہ درجہ بدرجہ اُس سائل کو ایک سپاہی لاکر روپیہ حوالہ کریگا اب اگر وہ سائل سپاہی سے کہے کہ تو میرا محسن ہے تو نے مجھے روپیہ دیا وہ کہیگا کہ جاہل کیوں ہوا ہے میں ملازم خزانچی کا تھا اُسکا مطیع ہوں اس نے کہا میں نے تجھے دیا ہے وہ سمجھیگا کہ خزانچی میرا محسن ہے خزانچی انکار کریگا کہ مجھے نائب نے اجازت دی میں نے دیا میں اس خزانہ کا محافظ ہوں نہ مالک تب اُس کی نظر نائب پر ہوگی اور اوسکو محسن جانیگا وہ انکار کریگا اور کہے گا کہ میں وزیر کا نوکر ہوں نہ خزانہ کا مالک تب وہ سائل سمجھیگا کہ وزیر محسن ہے وزیر جو کہ خاص مقرب بارگاہ سلطانی ہے خوف کریگا کہ ایسا نہو کہ بادشاہ تک یہ خبر پہونچے اور مجھے وہ اپنا شریک جانے تو وہ کہے گا کہ جہالت نہ کر ادب کو ہاتھہ سے نہ دے مالک اس خزانہ کا بادشاہ ہے نہ میں یہ احسان اُس کا ہے تو اُسی کو محسن سمجھہ تب اُس سائل کی سمجھہ میں آویگا کہ یہہ سب واسطے تھے اصلی محسن بادشاہ ہے اور یہہ سب نوکر چاکر اُس کے ہیں تب وہ دل سے بادشاہ کی تعریف کریگا اور اُس کو منعم اور محسن جانیگا۔

تیسرا سبب کہ آدمی کسی کو دوست رکھے بسبب اُسکی ذات کے نہ بنظر کسی فائدے کے

طبیعت مجبور اس پر ہے کہ جس کسی کو نیک اور اچھا جانے تو خواہ نخواہ اُس کی محبت

دل میں ہوجاتی ہے گو اُس سے خاص اُس آدمی کو فائدہ نہ پہونچے مثلاً کسی آدمی کو معلوم ہو کہ فلان بادشاہ بڑا عادل اور غریب پرور اور رعیت نواز پرہیزگار عابد شب زندہ دار سخی کریم حلیم متواضع ہے گو وہ ایسی دور جگہہ پر ہو کہ جہان سننے والا کبھی پہونچ نہ سکے تب بہی اُسکی محبت دل میں ہوجائیگی پس ہم کہتے ہیں کہ یہہ سبب بہی وہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اللہ جلشانہ کے کوئی مستحق محبت نہیں ہے۔ اس لئے کہ صرف اللہ جلشانہ کی ذات پاک ایسی ہے جو تمام عالم پر احسان کرنیوالی ہے تمام مخلوقات اُسنے اپنے فضل عمیم سے پیدا کیا اور اُن کو جمیع ما یحتاج لہ عنایت کیا کس طرح پر اُنکی شکل وصورت بنائی اور کس طرح پر اُنکو ضروریات سے فارغ البال کیا اور پہر نعمتیں گوناگون دیکر اُنکو مرفہ الحال کیا اور اُن کی زیب وزینت اور عیش وآرام کی چیزین دیکر اُن کو صاحب شان وشوکت بنایا پس اس سے بڑہکر دینے والا اور حاجتین پوری کرنیوالا اور سخاوت کرنے والا کون ہوگا کہ بے غرض سب کو دیتا ہے اور فرش سے عرش تک جس کو دیکھئے وہ سب نمونہ اُسی کے احسان کا ہے تو جو شخص ایسا محسن ہو کہ تمام عالم اُسکے احسان کے ایک ذرہ کے برابر نہ ہو اور جو حسن کا اور محسن کا اور احسان کا اور احسان کے اسباب کا خالق ہو تو پہر اُس سے محبت نہ رکھنا دلیل جہالت ہے کہ اُسکو محسن نہیں جانتا کیسا محسن جس کے احسان کی انتہا نہیں کیسا سخی جس کی سخاوت کی حد نہیں جسقدر آسمان وزمین اور چاند وسورج ستارے آب وخاک آتش وباد ہیں سب اُسی کے جود وسخا کے نمونے ہیں ؎

صد ہزاران بحر وماہی در وجود	سجدہ آرد پیش آن دریای جود
چند باران عطا باران بدہ	تا بدان آن بحر درافشان شدہ

چند خورشید کرم تابان بده	تا بدان آن ذره سرگردان شمره
جان و دل را طاقت اینجوش نیست	باکہ گویم درجہان یک گوش نیست
ہر کجا گوشے بد از وے چشم گشت	ہر کجا سنگے بد از وے لیشم گشت
این ثنا گفتن زمن ترک ثنا ست	کین دلیل ہستی و ہستی خطا ست

چوتھا سبب حسن وجمال کے سبب سے محبت کا ہونا ہے

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ہر ایک شخص کی طبیعت حسن وجمال کی محبت پر مجبول ہے اور جمال کی دو قسمیں ہیں جمال ظاہری اور جمال باطنی ظاہری جمال آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے باطنی جمال دل سے نظر آتا ہے جمال ظاہری کو بہائم اور اطفال بھی دیکھتے ہیں جمال باطنی کو سوائے اہل دل کے کوئی نہیں دیکھہ سکتا اور جس آنکھ سے جو جمال نظر آتا ہے وہ اُس آنکھ کو مرغوب ہوتا ہے جمال ظاہری ظاہری آنکھہ سے نظر آتا ہے اس لئے اُسکو مرغوب ہے اور جمال باطنی دل کے آنکھہ سے دکھلائی دیتا ہے اسلئے دل کو محبوب ہے مثلاً انبیا اور علما اور اولیاء سے جو محبت ہوتی ہے وہ اُن کی صورت اور شکل کی باعث نہیں ہوتی بلکہ اُن کے جمال باطنی کے سبب سے ہوتی ہے جس کو کمال کہتے ہیں اور وہ منحصر ہے تین چیزوں پر اول علم دوسرے قدرت تیسرے تنزہ وتقدس پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں صفات بدرجۂ کمال صرف اللہ جلشانہ کی ذات میں جمع ہیں نہ اور کسی میں اسی واسطے صرف وہی لایق محبت کے ہے نہ دوسرا۔

اول علم

سب جانتے ہیں کہ کسی کا علم اللہ جلشانہ کے علم تک نہیں پہونچ سکتا۔ اگر تمام اولین وآخرین کے علوم جمع کئے جاویں تو اسکے علم کے ذرے کے برابر نہیں ہیں۔

کوئی چیز آسمان و زمین میں نہیں ہے کہ اُس سے پوشیدہ ہو تمام مخلوقات سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے ما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا بلکہ اگر تمام اہل آسمان و زمین جمع ہوں اور ایک چینٹی یا مچھڑ کی خلقت کی حکمت دریافت کرنا چاہیں تو عشر عشیر پر اُس کی حکمت کے مطلع نہ ہو سکیں پس اگر صفت علم کے باعث محبت ہو تو چاہیئے کہ سوائے اللہ جلشانہ کے اور کسی سے محبت نہ کی جاوے اس لئے کہ سب کا علم بہ نسبت اُسکے علم کے جہل ہے۔

دوسری صفت قدرت

قدرت بھی ایک کمال ہے اور ہر ایک کمال و عزت و جلال باعث محبت ہے یہاں تک کہ اگر انسان کسی دوسرے کے کمال کا حال سنتا ہے تو اُس کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور اُس صاحب کمال سے محبت ہوتی ہے مثلاً جب کہ ذکر شجاعت حضرت علی علیہ السلام کا ہوتا ہے تو دل کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے پس جب کہ اللہ جلشانہ کی قدرت اور غلبہ اور جلال اور عزت اور کمال پر غور کیا جاوے کہ جس کے قبضہ قدرت میں تمام آسمان اور زمین اور افلاک اور کواکب اور پہاڑ اور دریا اور ہوا اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور انسان ہیں اور کسی کو ان میں سے کچھ قدرت اپنے اوپر نہیں ہے کہ کچھ کر سکیں بلکہ سب قبضہ قدرت میں اللہ جلشانہ کے ہیں کہ اُسی نے ان سب کو بنایا اور اُن کے اسباب پیدا کئے اور اُن کو اُسی نے قدرت اور طاقت دی یہانتک کہ اگر چاہے ایک پشہ سے بڑے بادشاہ کو ہلاک کر دے اور وہی اُس قسم کی قدرت رکھتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں سب کی باگ ہے اور جس سے جو چاہتا ہے وہ کام لیتا ہے

اگر سب کو تباہ کر دے اُس کی مملکت اور سلطنت میں ایک ذرہ کمی نہ ہو اور اگر مثل اُنکے اور ہزار ہا لکھو کھا خلقت پیدا کر دے ذرا بھی نہ تھکے پس اگر صفت کمال باعث محبت ہے تو اللہ جلشانہ سے جسکی صفت کمال اِس درجہ پر ہو بڑھکر اور کون قابل محبت ہے۔

ابدلوا اور حکم یا عاشقین	ان تکو نوا فی ہوانا صادقین
گوی دولت آن سعادتمند برد	کو بپاے دلبر خود جان سپرد

تیسری صفت تقدس

عیبوں اور نقصان سے بری ہونا اور بُرائیوں اور خرابیوں سے منزہ ہونا ایسی صفت ہے کہ جو باعث محبت ہے یہی صفت ہے کہ جس کے سبب سے انبیا اور اولیاء سے محبت ہوتی ہے مگر درحقیقت اُن میں بھی باوجود منزہ ہونے اُن کے عیبوں اور بُرائیوں سے یہ صفت بدرجہ کمال حاصل نہیں ہے کمال تقدس و تنزہ سواے اُس کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے جس کی صفت ہی الملک القدوس ذی الجلال والاکرام کوئی مخلوق نقص سے خالی نہیں اِس لیئے کہ وہ عاجز اور مخلوق ہے پس اُن کا مخلوق ہونا اور دوسرے کا اُنپر مختار ہونا ہی اونکے صفت تقدس کا عیب ہے کمال تقدس صرف ایک ذات اللہ جلشانہ کو حاصل ہے پس اگر یہہ صفت باعث محبت ہے تو سواے اللہ جلشانہ کے اور کوئی لایق محبت نہیں ہے وہی صاحب کمال ایسا ہے جو اپنی شان میں یکتا ہے کوئی اُس کا شریک نہیں کوئی اُسکے برابر نہیں ایسا غنی جسکو کسی سے حاجت نہیں ایسا قدرت والا کہ جو چاہے وہی کرے کوئی اُسکا پوچھنے والا نہیں اُسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اُس کے فرمان کو کوئی روک نہیں سکتا علم کا وہ حال کہ آسمان وزمین میں ایک ذرہ اُس سے چھپا نہیں قدرت کا وہ کمال کہ جسکے اختیار سے

کوئی باہر نہیں ایسا ازلی کہ جسکے وجود کی کوئی ابتدا نہیں ایسا ابدی کہ جسکے بقا کی کچھہ انتہا نہیں عدم کو اُسکے بارگاہ تک راہ نہیں سوائے اُس کی ذات کے کسی دوسری چیز کو قیام نہیں وہی ہے جس کو اپنی عزت و جلال پر ناز ہے وہی ہے جس کو اپنی شان و کمال پر افتخار ہے اُسکے جلال کی معرفت میں عقول متحیر ہیں اُسکی صفت کمال میں عارفین ششدر رہیں کمال معرفت اولیا یہہ ہے کہ اُس کے کمال کو نہیں جانتے انتہا نبوت انبیا یہہ ہے کہ اُسکی ذات کو نہیں پہچانتے ❁

این چہ مجد و بہاست سبحانہ	این چہ عز یا اعز سلطانہ
ای ہمہ قدسیان قدوسی	گرد کوئی تو در زمین بوسی
دو جہان جلوہ گاہ وحدت تو	شہد اللہ گواہ وحدت تو
ہم مقر با تو گفت و ہم جاحد	لمن الملک للہ الواحد

جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا احصے ثنا علیک انت کما اثنیت علی نفسک کہ میں وہ تیری تعریف نہیں کر سکتا جو کہ تو نے اپنی ذات کی خود کی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں العجز عن درک الادراک ادراک کہ تیری پہچان کے جاننے سے عجز عین پہچاننا ہے پس جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا منکر ہے کیا وہ ان صفات کو اوصاف جمال اور صفات کمال سے نہیں جانتا یا اللہ جلشانہ کو ان صفات سے موصوف نہیں سمجھتا یا ان صفات کو بالطبع باعث محبت نہیں جانتا پس پاک ہے وہ جس نے اندھوں کی آنکھوں سے اپنے جمال کو پردہ میں چھپا لیا کہ وہ نہ دیکھہ سکیں اور اپنے جلال کو ان سے پوشیدہ کر لیا کہ اُس سے آگاہ نہ ہو سکیں نہ اپنا جمال اُن کو دکھلاتا ہے نہ اپنے کمال کو اُن پر مطلع کرتا ہے ہاں یہہ دولت انھیں خوش

نصیبوں کے حصہ میں رکہی ہے جنکی قسمت میں یہہ سعادت روز ازل سے لکہہ دی ہی
اور جنکو حجاب کی آگ سے بچا دیا ہے اور اُن بدبختون کو اُس سے محروم کر رکہا ہے جو کہ اندہون
کی طرح اندہیارے میں ٹٹولتے پہرتے ہیں اور دنیا کی خواہشون کے میدانون میں جانورون
کی طرح چرتے پہرتے ہیں یعلمون ظاھرا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم
غافلون الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون۔ جن نیک بختون کو اللہ جلشانہ یہ دولت
عطا کر دیتا ہے وہ اُن بدبختون کے حال پر افسوس کرتے ہیں جو کہ اس سے بی نصیب
ہیں اور جن کو یہہ دولت حاصل نہیں ہوئی وہ اُن صاحبدلون پر ہنستے ہیں جو کہ اُسکے
پیچہے دولت دنیا کو چہوڑے بیٹہے ہیں خود مفلس ہیں اور اُن کو مفلس جانتے ہیں خود
حقیر ہیں اور اُنکو حقیر سمجہتے ہیں خود پریشان حال دنیا کی طلب میں پہرتے ہیں اور اُن کو پریشان
حال سمجہتے ہیں اے کاش اگر اُن پر اُنکی حقیقت ذرا بہی کہل جاوے اور اُن کے حالات
پر ذرا بہی اطلاع ہو جاوے تو دیوانہ وار اُن کا دامن پکڑیں اور مجنون کی طرح گہر بار چہوڑ کر
اُنکے پیچہے ہو جاویں جیسا کہ مولانا ے معنوی اپنی مثنوی میں لکہتے ہیں کہ ایک
یہودی نے بت خانہ بنایا اور وہان آگ کا ڈہیر لگا دیا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُس کو اُس آگ
میں ڈال دیتا ایک عورت مومنہ کو کہ جس کا بچہ گود میں تہا اُس نے پکڑا وہ عورت
کیسی تہی ع

بود آن زن پاکدین و مومنہ	سجدۂ بت می نہ کرد آن موقنہ

اور اُس سے کہا کہ اس بت کو سجدہ کر اُس نے انکار کیا تب اُس کافر نے اُس کی گود سے
اُس کے بچہ کو چہین کر آگ میں ڈالدیا اُس کی مان کا کلیجہ محبت کی آگ سے جلنے لگا اور
مضطر ہو کر چاہا کہ بت کو سجدہ کرے کہ اُس لڑکے نے آواز دی اور پکارا ع

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم — گرچہ در صورت میان آتشم
اندر آ مادر ببین برہان حق — تا ببینی عشرت خاصان حق
اندر آ و آب بین آتش مثال — از جہانے کاتش ست آبش مثال
اندر آ اسرار ابراہیم بین — کو در آتش یافت ورد و یاسمین
اندر آ مادر بہ حق مادرے — بین کہ این آذر ندارد آذرے
اندر آ مادر کہ اقبال آمد است — اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
اندر آ و دیگران را ہم بخوان — کاندر آتش شاہ بنہاد است خوان
اندر آئید ای ہمہ پروانہ وار — اندرین آتش کہ دارد صد بہار
اندر آئید اے مسلمانان ہمہ — غیر عذب دین عذابیست از ہمہ
اندر آمد مادر آن طفل خورد — اندر آتش گوے دولت را ببرد

پانچوان سبب محبت کا مشابہت اور مشاکلت ہی

جاننا چاہیے کہ مناسبت اور مشابہت کو باہم میل ہونے میں بڑا دخل ہے لڑکا لڑکو سے بڈھا بڈھے سے جانور اپنے نوع کے جانوروں سے اسی سبب سے اُلفت کرتے ہیں ولنعم ما قیل ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

اور یہہ مناسبت کبھی ظاہری سبب سے ہوتی ہے جس طرح لڑکا لڑکے سے اُلفت کرتا ہے کہ لڑکائی اور ہم عمری باعث اُلفت ہے اور کبھی غیر ظاہری سبب سے ہوتی ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ دو شخصوں میں باہم خود بخود محبت ہو جاتی ہے بلا ملاحظہ خیال کے اور بغیر مطالبہ مال کے اسی کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها
اختلف۔ پس یہ سبب بھی باعث محبت اللہ جلشانہ ہے اور یہہ مناسبت ظاہری شکل وصورت
کے سبب سے نہیں ہے بلکہ صفات باطنی کے سبب سے ہے جن میں سے بعض کا ذکر
ہم کرتے ہیں اور بعض کو جو اسرار ہیں سے ہیں لکھہ نہیں سکتے پس وہ اسباب مناسبت
جو قابل ذکر ہیں یہہ ہیں کہ بندہ کو اپنے پروردگار سے قربت نزدیکی حاصل ہوتی ہے اُن
صفات میں جنکے نسبت ارشاد ہے کہ عادتیں اللہ کی سیکھو چنانچہ فرمایا ہے تخلقوا
باخلاق اللہ اور وہ خصلتیں کیا ہیں علم اور نیکی اور احسان اور مہربانی اور خیر اور رحمت اور
نصیحت وغیرہ اخلاق نیک جنکا ذکر شریعت میں آیا ہے اور وہ مناسبت خاص کہ
جس کا بیان نہیں ہوسکتا وہ ہے جو کہ سوا ے انسان کے دوسرے میں نہیں ہے
جس کی طرف اشارہ ہے قل الروح من امر ربی اگر یہہ مناسبت نہ ہوتی آدم مسجود
ملایک کیونکر ہوتے اور اللہ جلشانہ کی خلافت اُن کو کیونکر ملتی اور اسی مناسبت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں تعبیر کیا ہے کہ ان اللہ خلق ادم علی صورتہ
کہ آدم کو اللہ نے اپنی صورت پر بنایا کہ اسی پر بعض نادانوں نے یہہ خیال کر کے کہ صورت
وہی ہے جو ان حواس سے نظر آتی ہے اللہ جلشانہ کو بھی صاحب صورت تصور کر کے
اُسکے جسم کے قائل ہوئے وتعالی اللہ رب العلمین عما یقول الجاھلون علوا
کبیرا اور اسی مناسبت کی طرف اشارہ ہے اِس قول میں جو کہ اللہ جلشانہ نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مرضت فلم تعدنی کہ ہم بیمار ہوئے اور اے موسیٰ
تم نے عیادت نہ کی موسیٰ حیران ہوئے پوچھا کہ آلہی تو بھی بیمار ہوتا ہے جواب ہوا کہ
فلان بندہ خاص ہمارا بیمار ہوا اگر تو اُس کی عیادت کرتا ھم کو وہیں پاتا مولانا ے معنوی

اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ حج کے ارادہ پر کچھ روپیہ لیکر چلے اُن کا قاعدہ تھا کہ جب شہر میں جاتے بندگان خاص کی جستجو کرتے اور جو مل جاتا اُس کی زیارت کرتے چنانچہ اُنھوں نے اِسی سفر میں ایک مقام پر ؎

دید پیرے با قد ہمچون ہلال	دید درو بے فر و شان ذوالجلال
گفت عزم تو کجا اے بایزید	رخت غربت را کجا خواہی کشید

حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ حج کو جاتا ہون اُس شیخ نے کہا کچھ پاس بھی ہے. جواب دیا کہ دو سو درم ہیں اُس نے ؎

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار	وان نکوتر از طواف حج شمار
وان درمہا پیش من نہ اے جواد	وان کہ حج کردی و حاصل شد مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
حق آن حقی کہ جانب دیدہ است	کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت	وندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ	گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشر

پس اللہ جلشانہ کے ایسے خاص بندے بھی ہوتے ہیں جنکو اِس درجہ مناسبت اُس سے ہوتی ہے لیکن مناسبت نہیں ہوسکتی جب تک کہ بندہ بعد احکام فرائض کے نوافل پر مواظبت نہ کرے اور اُس سے تقرب نہ چاہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل سے یہانتک مجھ سے نزدیک ہوجاتا ہے کہ آخرکار میں اُسکو چاہنے لگتا ہون اور جب میں اُسکو چاہتا ہوں تو میں ہی اُسکا

کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین ہی اُسکی آنکھہ ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین ہی اُسکی زبان ہوجاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے یہہ وہی مقام ہے جس مین زیادہ بولنا نہیں چاہیئے اور جس سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے ہیں ہیچ ہے ۵

درنیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام
انچہ میگوییم بقدر فہم تست	مردم اندر حسرت فہم درست
ماچہ خود را در سخن آغشتہ ایم	کز حکایت خود حکایت گشتہ ایم
این حکایت نیست خود ای مرد کار	وصف حال است و حضور یار غار

یہ صفات جو اوپر ہم نے بیان کئے ہیں وہ ہیں جو باعث محبت ہیں اور جب کہ یہہ بدرجہٗ کمال اللہ جلشانہ کو حاصل ہیں تو کوئی بدرجہٗ کمال مستحق محبت سوا اُسکے نہیں ہے۔

بیان اس کا کہ سب لذتوں سے بڑہکر اللہ جلشانہ کی معرفت اور سب مزون سے بہتر اللہ جلشانہ کی رویت ہے۔

جاننا چاہیئے کہ انسان کو بہت قوتین دی گئی ہیں اور جو جو قوتین اُسکو دی گئی ہین اُنکا مقتضاے طبع علیحدہ علیحدہ ہے اور اُسکو لذت اور مزہ اُسی میں ملتا ہے کہ اُس قوت کا مقتضاے طبع حاصل ہو مثلاً غضب اور غصہ ایک قوت ہے کہ اُسکے بالطبع خواہش غلبہ اور انتقام ہے پس غلبہ اور انتقام ہے اُسکی لذت ہے خیال کرنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص دشمن سے انتقام لیتا ہے اور اُس پر غلبہ پاتا ہے تو کیا خوشی حاصل ہوتی ہے یا قوت خواہش طعام کی ہے اور وہ واسطے غذا حاصل کرنے کے بنائی گئی ہے پس اُسی میں اُسکی لذت ہے اور اسی طرح پر دیگر قوتون سامعہ اور باصرہ

اور شامہ کا حال قیاس کرنا چاہیئے پس ان سب قوتوں کی لذت اُسکے مقتضائے طبع کے ملنے میں ہے اور رنج اور دکھ اُسکے نہ ملنے میں اسیطرح پیر دل میں ایک قوت ہے جسکا نام ہو نور آلہی اور اُسی کو عقل اور اُسی کو ایمان اور یقین کہتے ہیں اور یہہ قوت اس لئے دی گئی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے حقائق اشیاء دریافت کی جاویں پس اس قوت کا مقتضائے طبع معرفت اور علم ہے اور یہی اُس کی لذت ہے اور علم خاص ترین صفات ربوبیۃ سے ہے خیال کرو کہ جب کسی انسان کی تعریف اُسکے علم کے سبب سے کیجاتی ہے کیا لذت اُسکو حاصل ہوتی ہے اور کسقدر وہ خوش ہوتا ہے اور قوت علم کے بقدر شرف معلوم کی ہے پس کوئی شئے اجل و اعلیٰ و اشرف موجودات میں اُس سے نہیں ہے جو کہ سب کا پیدا کرنیوالا اور سب کا سنوارنے والا اور سب کا تدبیر کرنے والا اور سب کا تربیت دینے والا ہے پس اُس کی ربوبیت کے اسرار پر مطلع ہونا اور اُس کی ترتیب امورات کا جو کہ تمام موجودات کو محیط ہیں علم حاصل ہونا سب انواع علوم سے بڑھکر ہے اور سب سے زیادہ تر اُس میں لذت اور لطف ہے بلکہ جب کوئی شخص اس علم کے مزہ سے واقف ہو جاتا ہے تب اور علموں کو جہل سمجھتا ہے اور سچ ہے (بہار الدین آلی) ؎

علم نبود غیر علم عاشقی	ما بقی تلبیس ابلیس شقی
کل من لم یعشق الوجہ الحسن	قرب الرحلی الیہ والرسن
دل کہ فارغ شد ز مہر آن نگار	سنگ استنجا ر شیطانش شمار
این علوم و این خیالات و صور	فضلہ شیطان بود بر آن حجر
تو ز غیر علم عشق از دل نہی	سنگ استنجا بہ شیطان میدہی
لوح دل از فضلہ شیطان بشو	ای مدرس درس عشقی ھم بگو

چند چند از حکمت یونانیان	حکمت ایمانیان را ہم بدان
چند زین قصہ و کلام بے اصول	مغز را خالی کنی ای بوالفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف	از اصول عشق ہم خوان یک دو حرف

جاننا چاہیے کہ اس عالم ظاہری میں کوئی لذت حکومت اور ریاست سے بڑھکر نہیں ہے جس کے واسطے اہل ہمت تمام مزے کمانے اپنے عیش و آرام کے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کم ہمت ہوتے ہیں وہ عیش و آرام کے لطف میں رہکر اُس مزہ کو کھو دیتے ہیں اسی طرح جو بڑے عالی ہمت ہیں وہ اس ظاہری عالم کی حکومت اور ریاست کو اُس لطف اور شرف کے واسطے چھوڑتے ہیں جو کہ اسرار ربوبیت کے علم سے اُن کو حاصل ہوتی ہیں جس لذت کو کوئی نہیں جان سکتا کہ کیسی ہے یہ وہ لذت ہے جسکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل پر اُس کا خیال گذرا یہ وہ لذت ہے جو ہمیشہ رہیگی اور جس میں کسی طرح کی کدورت نہیں ہر طرح سے پاک اور صاف ہے پس جو لذت اللہ جلشانہ کی معرفت میں اور اُسکی صفات اور افعال اور نظام مملکت کی غور کرنے میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے پس جو لوگ اُس کے افعال اور انتظام پر جو کہ فرش زمین سے اعلی علیین تک ہے غور کرتے ہیں اور اُسکی قدرتوں کے میدانوں میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اُس کی صنعت کے باغوں کو اپنے دل کی آنکھون سے دیکھتے ہیں اور اُسکی معرفت کے طرح طرح کے خوش ذائقہ پھلون اور میوؤں کو چکھتے ہیں اور اُسکی قدرت کے رنگارنگ پھلون کو دیکھتے ہیں اور قسم قسم کی خوشبو سونگھتے ہیں وہ ہر وقت ایسی جنتون میں رہتے ہیں کہ جن کا عرض آسمان و زمین سے زیادہ ہے وہ ایسے باغون کا گلگشت کرتے ہیں کہ جس باغ کا

ہر چمن نئے ڈہنگ کا اور جس چمن کا ہر تختہ نئے رنگ کا ہے ہر قطعہ میں نیا ہی شجر نظر آتا ہے ہر شجر میں نیا ہی ثمر دکھلائی دیتا ہے اِس باغ میں کوئی پہول نہیں جو اپنے رنگ میں البیلا نہو اور کوئی پہل نہیں جو اپنے مزے میں اکیلا نہو جس پہول کو دیکھیے وہ اپنے جوبن میں نرالا ہے جس پہل پر نظر کیجیے وہ اپنے ذائقہ میں دوبالا رباعی

شاخ ہزار گل دگلے صد ہزار برگ — برگے ہزار رنگ ورنگے ہزار بو
نتوان حساب یافت زگلہای این چمن — ورصد ہزار عمر ابد آوریں بکو

پس جن لوگوں نے اِن جنتوں کو دیکہا اور اِن گلوں کو سونگہا اور اِن میووں کو چکہا وہ کب اور کسی میں کچہہ لذت پا سکتے ہیں موت بہی اُن سے وہ لذت نہیں چہڑا سکتی اِس لئے کہ موت صرف اُنکے احوال کو تغیر کر دیتی ہے بلکہ جو موانع اور شواغل ہیں اُنکو دور کر دیتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ اس آیۃ سے یہ نہ سمجہنا کہ یہہ مخصوص اُنہیں شہیدوں کو ہے جو کہ میدان جنگ میں مارے جائیں بلکہ عاشقان جمال ایزدی ہر لحظہ ہزار بار شہید ہوتے ہیں اور ہزار مرتبہ زندہ ہوتے ہیں اور پہر ہزار مرتبہ مقتول ہوتے ہیں ؎

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جان دیگر است

الحاصل جاننا چاہیئے کہ لذت پہچاننے اللہ اور اُس کے صفات اور افعال اور اسرار اور حکمتوں کے سب لذتوں سے بڑہکر ہے اور یہہ لذت اُسکو نہیں حاصل ہو سکتی جو کہ دل نہیں رکہتا ہے اِس لئے کہ دل ہی معدن اِس قوت کا ہے اور جو دل رکہتے ہیں جب کہ وہ اللہ جلشانہ کی معرفت میں فکر کرتے ہیں اور اُن پر اسرار الٰہی کچہہ کہلتے ہیں تو اُن کو وہ فرحت ہوتی ہے کہ قریب اِس کے ہو جاتے ہیں کہ اُنکو شادی مرگ ہو جائے

اور مرجائیں اور وہ خود تعجب کرتے ہیں کہ ایسے سرور اور فرحت کی برداشت اُنکو کیونکر ہوئی اور کیونکر متحمل اسکے ہوئے اور یہہ کیفیت وجدانی ہے نہ زبانی دل ہی اس کیفیت کو جانتا ہے تقریر کو اس میں کچھ دخل نہیں دل ہی وہ باغ ہے جس میں معرفت کا شجر ہے دل ہی وہ شجر ہے جسمیں محبت کا ثمر ہے دل ہے وہ چمن ہے جس میں ہزاروں پھول پھولتے ہیں دل ہی وہ نہال ہے جسمیں ہزاروں پھل لگتے ہیں دل ہی وہ دریا ہے جس سے ہزاروں دُر نکلتے ہیں دل ہی وہ صدف ہے جس میں ہزاروں گوہر پیدا ہوتے ہیں محبت کی کان دل ہے معرفت کا خزانہ دل ہے بوستان اُلفت جسے کہتے ہیں وہ دل ہے گلستان مسرت جسے کہتے ہیں وہ دل ہے دل ہی وہ تخت ہے جسکو عرش سبحان کہتے ہیں نہیں نہیں دل ہی وہ مکان ہے جسے لامکان کہتے ہیں دل اُسکے گھر کا نام ہے جو بے نشان ہے اُسکی حقیقت کون جانسکے یہہ اُسی کی شان ہے اُسی نے دل کو یہہ وسعت دی کہ سب کی سمائی اُس میں ہوجاتی ہے اُسی نے اسکو یہہ فراخی دی کہ سب کی گنجایش اُس میں ہوجاتی ہے کوئی چیز نہیں کہ اُس میں نہ سماسکے کوئی شے نہیں کہ اُس میں نہ آسکے چیزوں کا ذکر چھوڑ دا شیار کا نام نہ لو وہ اُس میں سماجاتا ہے۔ جو کہیں نہیں سماتا وہ اُس میں رہتا ہے جو کہیں نہیں رہتا وہ اُس میں نظر آتا ہے جو کہیں دکھلائی نہیں دیتا وہ اُس میں ٹھہرتا ہے جو کہیں نہیں ٹہیرتا جو زمین پر نہیں سماتا جو آسمان میں نہیں آتا وہ دل ہی میں آجاتا ہے نہ زمین میں یہہ گنجایش نہ آسمان میں یہہ وسعت جو مومن کے دل میں ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

	آسمان را این بزرگی از کجاست		کہ دل پاک ولی اللہ راست

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیستر
می نہ گنجم این یقین دان ای عزیز

در دل مومن بگنجم ای عجب
گر مرا جوی دران دلہا طلب

کام و صحرای دل باید نہاد
زانکہ در صحرای گل نبود کشاد

ایمن آباد است دل ای دوستان
چشمہا و گلستان در گلستان

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کو خوف جہنم اور امید جنت تو اللہ جلشانہ سے جدا ہی نہیں کرتی انکو دنیا کب اُس سے جدا کر سکیگی کسی دوست نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کس شے نے تم کو برانگیختہ کیا ہے عبادت کی طرف اور چھوڑ الیا ہے۔ علاقہ تمہارا خلق سے تھوڑی دیر خاموش رہے پھر جواب دیا کہ موت کی یاد نے اُس نے پھر پوچھا کہ موت کیا ہے کہا کہ ذکر قبر و برزخ اُس نے کہا کہ قبر کیا ہے جواب دیا کہ خوف جہنم اور امید جنت اُس نے کہا کہ یہ کیا ہے ایک مالک ایسا ہے کہ یہہ سب کچھہ اُسی کا ہے اگر اُس سے محبت رکھے تو یہہ سب تجھے بھلا دے اور اگر تیری اور اُس کی پہچان ہو جاوے تو وہ سب اپنے ذمہ لے لے اور سب کام تیرے کر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ طالب اپنے رب کا ہے تو سمجھہ لو کہ اُسکی طلب نے اُس سے اور سب کو بھلا دیا ہے بعضے بزرگوں نے بشیر بن حارث کو خواب میں دیکھا اُن سے پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبد الوہاب وراق کا کیا حال ہوا جواب دیا کہ اُن دونوں کو میں خدا کے پاس چھوڑ آیا ہوں خوب کھاتے پیتے ہیں اُس نے پوچھا کہ پھر تم کیا کرتے ہو جواب دیا کہ اللہ جلشانہ جانتا ہے کہ مجھکو

کھانے پینے کی کچھ خواہش نہیں ہے اس لئے مجھے اجازت دیدار کی دے دی ہے کہ میں اُسکا جمال دیکھ رہا ہوں ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آج اپنے نفس میں مشغول ہوگا وہ کل بھی اپنے ہی شغل میں رہیگا اور آج جو اپنے رب کی طرف مشغول ہوگا وہ کل بھی اسی شغل میں رہیگا حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا کہ اپنے ایمان کی حقیقت تبلاؤ جواب دیا کہ اُسکی عبادت نہ جہنم کے خوف سے کرتی ہوں نہ جنت کی اُمید پر کہ مزدوراں کم ہمت میں شمار ہوں بلکہ میں اس لئے عبادت کرتی ہوں کہ اُس سے محبت رکھتی ہوں اور اُسکے ملنے کی مشتاق ہوں اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے تجھے میں چاہتی ہوں دو طرح کا چاہنا ایک محبت خواہش کی دوسری محبت تیری ذات کی کہ تو لائق محبت کے ہے پس اول محبت نے مجھے ایسا تجھ سے مشغول کردیا کہ اور سب کو بھول گئی اور دوسری محبت نے تیرا حجاب اُٹھا دیا کہ میں نے تجھے دیکھ لیا پس اس میں یا اُس میں میری کچھ تعریف نہیں ہے دونوں میں تیری تعریف ہے کہ جس نے مجھے یہ دونوں نعمتیں دیں اور لذت مطالعہ جمال ربوبیت بعض لوگوں کو اس دنیا میں ہی حاصل ہو جاتی ہے مگر اُنھیں کو جن کی صفائی قلب مرتبہ غایت کو پہونچ گئی ہو ایسے ہی حالت کے پہونچنے والوں میں سے بعض نے کہا ہے کہ میں کبھی یارب اور یا اللہ نہیں کہتا اور یہ کہنا میرے دل پر پہاڑ سے زیادہ بھاری معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ندا اور پکار اُسکو ہوتی ہے جو حجاب میں ہو اور جو دونوں سامنے ہوں وہاں ندا کا کیا کام ہے اور جب اس مرتبہ پر کوئی شخص پہونچ جاتا ہے تو خلق اُسکو پتھر مارنے لگتی ہے اس لئے کہ باتیں اُسکی درجہ عقل سے نکل جاتی ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے لوگ اُسکو جنون اور کفر سمجھتے ہیں پس

مقصد اور مطلب عارفین کا صرف وصال اور لقا رب العالمین ہے جب وہ حاصل ہو گیا سب غم جاتے رہے اور سب خواہشیں دور ہو گئیں وجود ہی سے بے خبر ہو گئے پھر کس کی خبر رکھیں دل اُس لذت وصال میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اگر دوزخ میں ڈال دیا جاوے تو اُس پر کچھ اثر نہ ہو اگر جنت کی نعمتیں اُسکے سامنے رکھ دیجائیں اُسے کچھ خبر نہ ہو پس افسوس ہے اُسکے حال پر جو کہ لذت کو صرف محسوسات پر منحصر سمجھتا ہے حالانکہ کوئی لذت اُس سے بڑھکر نہیں ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے (وھجرہ اعظم من نارہ و وصلہ اطیب من جنتہ) کہ جدائی اُسکی دوزخ سے بڑھکر ہے اور وصال اُسکا جنت سے بہتر ہے اور اس لذت کا لطف صرف اُسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو کہ درجہ بدرجہ ترقی پاکر اس لذت کے مزہ سے واقف ہو گیا ہو اس لئے کہ کوئی لذت ایسی نہیں ہے کہ جسکے مزے سے وہ لوگ واقف ہو سکیں جو کہ اُس درجہ تک نہیں پہونچے دیکھنا چاہیئے کہ جب تک انسان لڑکا رہتا ہے اُس کو کھیل اور تماشا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اُسی کو وہ بڑی لذت جانتا ہے پھر جب ذرا بڑا ہوتا ہے تب پوشاک اور خوراک اور زیب و زینت کے مزے سے آگاہ ہوتا ہے اُس وقت اُس لطف کے آگے کھیل و تماشے کی حقارت کرتا ہے جب جوان ہوتا ہے تب حسینوں کی صحبت اور مہ جبینوں کی الفت کے مزے سے آگاہ ہو کر سب کو اُسکے سامنے بُرا جانتا ہے جب ریاست اور حکومت کی لذت سے آگاہ ہوتا ہے تب سب کو چھوڑ کر اسی کو اعلیٰ اور بہتر لذت سمجھتا ہے کہ اُس کا جاہ و جلال اور عزت اور کمال اور رعب داب اور شان و شکوہ اور حکومت اور ریاست سب سے بڑھکر ہو اور حقیقت دنیا کی آخری لذت یہی ہے اسی طرح پر جب کہ انسان اللہ جلشانہ

کی معرفت کی لذت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ ریاست اور حکومت کبھی چھوڑ بیٹھتا ہے اور وہ سب کو حقیر جانتا ہے تب رؤسا اور امرا اُس پر ہنستے ہیں جس طرح پر کہ لڑکے کھیل چھوڑنے پر بڑوں کو ہنستے ہیں اُسوقت اُن ہنسنے والوں سے عارفین کہتے ہیں کہ (ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون) کہ تم ہم سے ہنستے ہو ہم بھی جلد تم کو ہنسیں گے اور قریب ہے کہ تم جان لوگے۔

بیان اسکا کہ لذت دیدار اُسی کو آخرت میں زیادہ ہو گی جسکو دنیا میں معرفت اُس کی حاصل ہے

جاننا چاہیئے کہ مدرکات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کہ خیال میں آسکے دوسرے وہ جو کہ خیال میں نہ آسکے اول قسم میں صورتیں اور اجسام اور شکل اور رنگ داخل ہیں دوسری قسم میں ذات سبحانہ تعالیٰ کی اور وہ شے داخل ہے جو کہ جسم نہیں رکھتی مثل علم اور ارادہ وغیرہ کے اور جس نے کسی انسان کو دیکھا ہو پھر آنکھہ بند کرلے تو خیال میں اُس کی صورت کو اُسی طرح پر پاویگا کہ گویا وہ دیکھ رہا ہے لیکن جب آنکھ کھول کر دیکھیگا تو اُس کو زیادہ صاف پائیگا پس خیال اول ادراک ہے اور رویت یعنی دیکھنا کمال ادراک ہے پس جسطرح متخیلات کے دو درجے ہیں اسی طرح کی معلومات کے دو درجے ہیں ایک درجہ اولی ہے دوسرا درجہ کمال کا ہے پس جس طرح پر متخیلات کے دیکھنے میں اللہ جلشانہ نے یہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ آنکھہ بند کرنے سے حجاب ہوجاتا ہے اور رویت کامل نہیں ہوتی اور صرف خیال رہتا ہے اسی طرح پر جو معلومات کہ خارج از خیال ہیں اُن کا دیکھنا نہیں ہو سکتا جب تک کہ نفس پر حجاب عوارض بدنی کا ہم

اور شہوات اور صفات بشری کا غلبہ ہے بلکہ حیات دنیاوی ایسا ہی اُسکے لئے حجاب
ہے جیسا کہ پلکیں آنکھ کے دیکھنے کی حجاب ہیں اور اسی سے لئے اللہ جلشانہ نے حضرت
موسیٰ سے کہا کہ لن ترانی اور فرمایا کہ تدرکہ الابصار یعنی اس دنیا میں نہ دیکھہ سکوگے اور
صحیح یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو اللہ جلشانہ کو نہیں دیکھا
پس جب کہ حجاب زندگی بہ سبب موت کے اُٹھ جاتا ہے نفس کدورات دنیا میں ملوث
باقی رہ جاتا ہے پس اگر کدورت غالب ہے اور قابل صفائی کے نہیں ہے تو مثل
اُس آئینہ کے ہے کہ جس کے جوہر کو زنگ نے کھا لیا ہو اور کچھہ بھی قابلیت اصلاح
کی نہ رہی ہو یہہ وہ لوگ ہیں جن کی شان میں آیا ہے (کلا انهم عن ربهم یومئذ
لمحجوبون) کہ وہ ہمیشہ حجاب میں رہیں گے اور ابدالآباد مخلد فی النار رہیں گے عیاذاً باللہ
اور اگر کدورت نے بالکل خراب نہ کر دیا ہو اور قابل اصلاح کے رکھا ہو تو وہ آگ میں واسطے
اصلاح کے ڈالے جاوینگے اور جسقدر کدورت ہوگی اُتنا ہی عرصہ اُنکے آگ میں رہنے
کا ہوگا تاکہ اُن کی کدورت جاتی رہے کمتر درجہ اُس کا ایک ساعت اور بڑہکر سات ہزار
برس ہیں اور کوئی نفس نہیں ہے کہ اس عالم سے گذر کرے اور کچھہ کدورت نہو
گو کہ وہ بہت ہی کم ہو اسی سے لئے فرمایا ہے (وان منکم الا واردها کان علی ربک
حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیها جثیا) پس اس امر کا جو
یقین ہے کہ آگ پر گذرنا ہوگا اور اُس سے بچکر نکلنے کا یقین نہیں ہے پس
جب کہ اللہ جلشانہ اُس کو اچھی طرح پر پاک اور صاف کر لیگا اور وعدہ پورا ہو جائیگا
تب وہ لایق اِسکے ہوگا کہ اُس میں تجلی جمال ہووے اور یہہ تجلی جمال ہر شخص میں جو کہ نجات
پائیگا مطابق اُسکے استعداد اور معرفت کے ہوگی اور اسی کا نام رویت اور دیدار ہے

نہ وہ رویت اور دیدار کہ جو مخصوص بہ صورت اور حیثیت اور مکان کے ہو کہ اللہ جل شانہ
اِس سے پاک ہے بلکہ یہہ رویت اُسی رویت کا کمال ہے جسکو معرفت کہتے ہیں
اور جو کہ اِس عالم میں بھی حاصل ہوتی ہے اور جسکی طرف اِس آیہ کریمہ میں ارشاد ہے
(نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا) کہ اُن
کا نور اون کے آگے اور داہنے طرف ہوگا اور وہ یہہ پکارتے ہونگے کہ آلٰہی ہمارے
اِس نور کو پورا کر یعنی وہی معرفت جو اُن کو اِس دنیا میں حاصل ہوئی تھی اُسکا انکشاف
کامل چاہیں گے اور اِسی واسطے رویت اور دیدار کے مرتبے کو وہی لوگ پہونچینگے
جو کہ دنیا میں اُسکی معرفت کے مرتبے پر پہونچ چکے ہیں اسواسطے کہ معرفت ہی وہ
بیج ہے جو بڑہتے بڑہتے آخرت میں بنام رویت پکارا جائیگا جس طرح دانہ بڑہتے بڑہتے
آخر کو درخت کہلایا جاتا ہے جس نے دانہ زمین میں نہ ڈالا ہو وہ درخت کہاں سے لائیگا
پس جس نے دنیا میں اللہ کو نہ پہچانا ہو وہ آخرت میں کس طرح دیکھہ سکیگا سچ فرمایا ہے
(من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ) یعنی جو یہاں اندہا ہے وہ وہاں
بھی اندہا ہی رہیگا اور جیسے کہ معرفت کے بہت سے درجات ہیں اور رویت کے
بھی بہت سے درجات ہونگے لیکن جس نے دنیا میں اِسکو کچھہ بھی نہ پہچانا ہو وہ
آخرت میں اُسکو کچھہ بھی نہ دیکھیگا اور جس نے دنیا میں کچھہ بھی لذت معرفت کی نہ پائی
ہو وہ آخرت میں کچھہ بھی لذت رویت کی نہ پائیگا اِس لئے کہ جو دنیا میں بویا ہوگا وہی
وہاں کاٹیگا حشر آدمی کا اُسی پہ ہوگا جس میں مرا ہو اور مریگا اُسی حالت پر جس میں تمام
عمر رہا ہوگا پس اصل سعادت معرفت ہے جس کو شرع نے بلفظ ایمان تعبیر
کیا ہے اگر کوئی کہے کہ اگر رویت کی لذت معرفت کی لذت کے مطابق ہوگی تو یہہ

لذت معرفت ایسی نہیں ہے کہ جس کے لئے تمام نعمتیں جنت کی چھوڑ دیجائیں پھر کیونکر وہ لوگ کہ جو رویت کی لذت پائینگے جنت کی نعمتوں کو چھوڑ دینگے جواب اسکا یہہ ہے کہ اب بھی عارفین کو اُس کی ذات اور صفات کی فکر اور مناجات میں وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ اگر اس دنیا میں اُن کو اُس کے بدلے جنت ملے وہ کبھی نہ لیں حالانکہ لذت معرفت کو گو کیسی ہی کامل کیوں نہ ہو کچھ مناسبت لذت رویت اور دیدار سے نہیں ہے جسطرح پر کہ عاشق کو تصور اور خیال کی وہ لذت نہیں ہے جو کہ بے حجاب آنکھ کے دیکھنے سے ہے اور ہم اسکو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ دنیا میں لذت دیدار چند سببوں سے متفاوت ہوتی ہے۔

(اول) محبوب کا جمال میں کامل ہونا جتنا محبوب حسن وجمال میں کامل ہوگا اتنی ہی محب کو اُس کے دیدار کی لذت ہوگی جسکا معشوق حسن وجمال میں کامل ہوگا اُسکا عاشق دیدار میں بھی پوری لذت پائیگا۔

(دوسرے) عاشق کی محبت اور عشق کا کامل ہونا جسکو محبت زیادہ ہوگی اسکو لذت دیدار کی بھی زیادہ ہوگی۔

(تیسری) جمال کا اچھی طرح پر دیکھنا مثلاً لطف بے پردہ جمال دیکھنے کا پردہ میں دیکھنے سے بڑھکر ہوگا۔

(چوتھی) دل کا فارغ ہونا اور کسی کا کھٹکا نہ رہنا اور کسی مانع کا پیش نہ آنا مثلاً جو عاشق صحیح وسالم ہو اور دہ کسی اور دھیان میں سوائے دیدار اپنے محبوب کے نہ ہو اور کسی طرح کا اور شغل نہ رکھتا ہو اور کوئی مانع اور مزاحم نہ ہو جس سے وہ ڈرتا ہو وہ جو لطف دیدار میں پائیگا وہ لطف وہ شخص نہیں پا سکتا ہے جسکا دل کھٹکے میں ہو

اب خیال کرو کہ ایک شخص کسی کو چاہتا ہے لیکن عشق اُسکا کامل نہیں ہے اور معشوق
کو بھی دور سے پردہ میں دیکھتا ہے اور اچھی طرح پر اُسکا جمال اُسے نظر بھی نہیں آتا
اور سانپ بچھو اُس کے بدن میں چپٹے ہوئے ہیں کہ جن کے درد سے اُسکا دل
بھی فارغ نہیں ہے پس اُسکو لذت دیدار میں کیا لطف ملیگا ہاں کبھی ہوا سے پردہ
اُٹھ گیا تو جمال محبوب کی ایک جھلک دور سے چمک جائیگی یا سانپ بچھوؤں کے
کانٹے سے ایک دم کو نجات پا گیا تو آنکھ اٹھا کر اپنے محبوب کیطرف دیکھہ لیگا لیکن یہ دیکھنا اُس دیکھنے کو
کہاں پا سکتا ہے جسکا عشق بھی درجہ نہایت کو پہونچ گیا ہے اور جس کے ایذا دینے والی بھی کوئی
شئے نہیں ہے اور جو سب سے فارغ ہو کر منتظر دیدار بیٹھا ہے اگر کوئی حجاب
مانع ہے تو وہ اُسکے دور ہونے کا انتظار کر رہا ہے کہ کب یہ حجاب اُٹھ جاوے
اور میں اپنے محبوب کو دیکھہ لوں پس یہی نسبت دیدار اور رویت کے ساتھ معرفت
کی ہے کہ پردہ جو بیچ میں پڑا ہوا ہے وہ بدن ہے اور سانپ بچھو جو کاٹ رہے
ہیں شہوات نفسانی ہیں جو کہہ پیاس غصہ رنج غم وغیرہ اور کمی عشق کے پھنس جانا نفس
کا دنیا میں اور نہ رکھنا شوق ملا اعلیٰ کا اور نہ چاہنا انتقال اس دنیا سے پس عارف کو کیسا ہی
وہ کامل کیوں نہ ہو ان کدورتوں سے بالکل مبرا نہیں ہو سکتا پس کبھی کبھی جمال معرفت
سے اُس پر ایسی چمک ہو جائیگی کہ جس سے وہ دنگ رہ جاوے اور عقل اُسکی جاتی
رہے اور قریب ہو جاوے کہ دل اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے لیکن یہ چمک فقط
مثل تجلی کے ہو گی اور شواغل اور افکار سے اُسکو قیام نہ ہوگا پس موت تک یہ لذت
معرفت صاف نہ ہو گی ہاں جبکہ موت سے حجاب اُٹھ جاوے اور حیات اصلی جو
بعد موت کے ہے مل جاوے تب یہ لذت کامل ہوگی اور وہی عیش پیدا ہوگا جیسا

کہ فرمایا ہے (وانما العیش عیش الاخرۃ) کہ پکا عیش عیش آخرت کا ہے پس جو شخص اس مرتبہ پر پہونچے گا وہ ضرور اللہ جلشانہ کا ملنا چاہیگا اور جب اُس کا ملنا چاہیگا تب موت کو دوست رکھے گا۔ جیسا کہ مولوی معنوی حضرت بلال کے حال میں لکھتے ہیں ؎

چون بلال از ضعف شد ہمچون ہلال	رنگ مرگ افتاد بر روے بلال
جفت او دیدش بگفتا واحرب	پس بلالش گفت نی نی واطرب
تاکنون اندر حرب بودم ز زیست	تو چہ دانی مرگ چہ عیش است و چیست
گفت جفتش الفراق ای خوشخصال	گفت نہ نہ الوصال است الوصال
گفت امشب در غریبی میروی	از تبار و خویش غایب می شوی
گفت نی نی بلکہ امشب جان من	از غریبی میرود سوے وطن
گفت رویت را کجا بینیم ما	گفت اندر حلقۂ خاص خدا

اور بعض مرتبہ ایسے مرتبے کے لوگ موت کا دیر کر کے آنا چاہتے ہیں تاکہ اُنکی معرفت کامل ہو جائے اس لئے کہ معرفت مانند تخم کے ہے اور دریاے معرفت کا کنارہ نہیں ہے پس اللہ جلشانہ کی حقیقت کا احاطہ محال ہے لیکن جسقدر اُس کی ذات اور صفات اور افعال اور اسرار پر زیادہ اطلاع ہو گی اُسی قدر لذت آخرت میں زیادہ ہو گی جس طرح پر جو شخص کہ زیادہ بیج ڈالے اور اچھی طرح پر کھیت کو بنادے اور خوب اُس کی تربیت اور پرداخت کرے تو وہ اُسی قدر زیادہ فائدہ اُٹھائیگا اور اس بیج کا بونا سواے دنیا کے آخرت میں ہو نہیں سکتا اور نہ سواے دل کے دوسرے کھیت میں وہ بویا جاسکتا ہے اور نہ سواے آخرت کے دوسرے وقت کاٹنا

جا سکتا ہے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین سعادت
یہہ ہے کہ زیادہ عمر اللہ جلشانہ کی طاعت میں گذرے اس لیئے کہ معرفت کا کمال
اُسی وقت ہوگا کہ بہت زیادہ تفکر اور مجاہدہ میں گذرے اور علایق دنیا کے جن کا ایک
دم سے چھوڑ دینا دشوار ہے رفتہ رفتہ اسقدر ترک کر دیئے جائیں کہ تجرد مطلق
حاصل ہووے پس اگر اس نظر سے کہ ابھی معرفت کامل حاصل نہیں ہوئی
کوئی شخص موت کو نہ چاہے تو وہ محبت کے خلاف نہیں ہے اہل معرفت
کا موت کو دوست رکھنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں اور اُس سے
ڈرنا اس لئے ہے کہ سامان جمع کر لیں تاکہ بے سرو سامان اپنے رب کے پاس
نہ جائیں باقی اور مخلوقات کا حال یہہ ہے کہ اگر دنیا اُنکو اچھی طرح پر حاصل ہوئی اور عیش
و آرام سے اُن کی اوقات کٹنے لگی تو وہ موت سے نفرت کرتے ہیں اس لیئے
کہ موت اُن سے اس لذت دنیا کو چھوڑا لیگی اور اگر دنیا میں اُنکو تکلیف ہوئی اور
رنج اور ایذا میں رہنے لگے تو وہ موت کو چاہیں گے تاکہ وہ اس رنج و غم سے نجات
پائیں اور یہہ نہیں جانتے کہ موت اُن کو وہ رنج دیگی کہ جسکے مقابل دنیا کا رنج
اُن کو راحت ہے غرض کہ اس تقریر سے جو ہم نے کی بخوبی ثابت ہوا کہ معنی محبت
کے کیا ہیں اور عشق کسے کہتے ہیں اور لذت معرفت اور رویت کی کیا ہے
اب اگر کوئی پوچھے کہ رویت باری تعالیٰ آنکھ سے ہوگی یا دل سے اُس کا جواب
یہ ہے کہ اس میں علما کا اختلاف ہے لیکن اہل بصیرت اس طرف توجہ نہیں کرتی
اس لئے کہ کھانیوالا جو عقلمند ہوتا ہے میوے سے غرض رکھتا ہے تاکہ اسکے
کھانے سے مزا پائے اور یہہ نہیں پوچھتا کہ کہاں سے آیا ہے اور کس جگہ ہیں

ہو پایا گیا ہے اسی طرح پر عاشق معشوق کا دیکھنا چاہتا ہے اور اس لذت کا طالب ہے جو کہ دیدار میں ہے خواہ وہ دیکھنا آنکھہ سے ہو یا سینہ سے یا دل سے یہہ اللہ جلشانہٗ کی قدرت ہے کہ جس عضو کو چاہے اُس سے جو کام چاہے لے اگر پیشانی یا سینہ میں اللہ جلشانہ ایسی خاصیت رکھے کہ وہ دیکھنے لگے تو کیا تعجب ہے بہر حال اسکی بحث فضول ہے لیکن چونکہ اخبار و احادیث سے رویت ثابت ہے اور رویت کا اطلاق آنکھہ کے دیکھنے پر ہے تو ہم کو کیا ضرور ہے کہ ہم اُس سے انکار کریں اور ظاہر لفظ کو کسی باطنی امر پر بلاوجہہ تاویل کریں اس لئے ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ ایسی آنکھہ سے اللہ جلشانہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

بیان اُن سببوں کا جن سے محبت اللہ جلشانہ کی قوی ہوتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ سب سے خوش نصیب زیادہ قیامت میں وہ ہوگا جو سب سے زیادہ اللہ جلشانہ سے محبت رکہتا ہوگا اس لئے کہ آخرت کے معنی یہی ہیں کہ اللہ جلشانہ کے حضور میں حاضر ہونا اور اُسکے دیدار کا شرف حاصل کرنا اور اس سے بڑہکر خوش نصیبی عاشق کی اور کیا ہوگی کہ فراق کے صدمے اُٹھاکر اور جدائی کے رنج دیکھکر شوق میں ڈوبا ہوا عشق میں بھرا ہوا سب کو چھوڑکر معشوق کو تلاش کرتا ہوا محبوب کو ڈہونڈہتا ہوا اُس کے بارگاہ تک پہونچے اور پھر اُس کا محبوب اُسکو اپنا جمال دکہلا کر اپنا عاشق کہکر پکارے اور ابدالآباد کو اپنے سامنے رہنے کی اجازت دیدے جہاں نہ خوف رقیب کا ہو نہ ڈر جدائی کا نہ محبوب کی

خفگی کا اندیشہ ہو نہ معشوق سے ملنے کا کوئی مانع ہوا چہے وہ عاشق جن کو یہہ دن نصیب ہوا چہے وہ دن جن میں معشوق سے وصال ہو عاشقان جمال احدی قیامت کے دن جب قبرون سے اُٹھینگے محبوب کا نام لیتے ہوئے اُسکے کوچہ کو چلین گے ایسے شوق میں ڈوبے اور محبت میں بہرے ہوے ہونگے کہ نہ کوئی فرشتہ اُن کو روک سکیگا نہ کوئی ملک اُن کو تہام سکیگا دیوانون کی طرح مدہوش بدحواس این ربی پکارتے ہوے مستوں کی مانند گرتے پڑتے این حبیبی کہتے ہوے اُسکے در کو چلیں گے جنت کو تمنا ہو گی کہ ہم پر یہہ نظر ڈالیں حورین چاہیں گی کہ ہم کو یہہ دیکہیں غلمان خواہش کرینگے کہ ہم پر نگاہ کریں وہ آنکہہ اوٹہاکر بہی کسی کی جانب نہ دیکہیں گے گوشہ چشم سے بہی کسی کی طرف نگاہ نہ کرینگے سب کی ہوس دل میں رہ جاے گی اُن کا نغمہ یہہ ہوگا کہ آج وعدہ دیدار ہے اُن کا ترانہ یہہ ہوگا کہ آج وصال دلدار ہے ؎

حبذا یوم سعادت مرحبا یوم الوصال	باغ من گل میکند امروز پس از چند سال

اس حالت سے جب وہ دلدادے در دلدار تک پہونچین گے تب ارنی کا غل مچائیں گے اور اگر ہزار لن ترانی اُن کو سنائی جاے ایک نہ سنین گے اور بار بار یہی پکارینگے کہ کہان ہیں وہ دلدار جس نے دیدار کا وعدہ آج پر رکہا تہا کہاں ہے وہ محبوب جس نے حجاب اُٹہا دینے کا اقرار آج پر کیا تہا کیا آج بہی ہم مشتاق لوٹ جائیں گے کیا آج بہی ہم بے دیکہے چلے جائینگے ؎

ازجمال لایزالی بر نداری گر نقاب	عاشقان لاابالی را بماند دل کباب
عاشقان نی حور خواہند نی بہشت از بہر آن	فارغ انداز کتخدائی خانمان کردہ خراب

غرض کہ عاشقان احدی اس طرح پہ قبرون سے اٹھیں گے ؎

پردہ محشر بدرند عاشقان چون از لحد ‏— سر برآرند با دل پر آتش و چشم پر آب

با دل مجروح میگیرند و میگویند کو ‏— آنکہ کردہ وعدۂ دیدار خود روز حساب

بی تماشای جمالت محی گوید روز حشر ‏— در صفت بیگانگان یا لیتنی کنت تراب

پس اللہ جلشانہ ان مشتاقون پر حجاب اپنے اوٹھاویگا اور بے پردہ اُن کو اپنا جمال دکھلاویگا پس وے مشتاق اپنے پروردگار کو اس طرح پر دیکھیں گے۔ جس طرح پر کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں اور ہمہ تن چشم ہوکر اسکے جمال کی دید میں مستغرق ہو جائینگے جب اُن سے پوچھا جائیگا کہ امتلائتم تمہارا جی بھر گیا وہ کہیں گے ھل من مزید کہ ابھی نہیں ابھی نہیں ذرا اور دیکھ لینے دے ؎

تیرا موںہہ چھپانا نہیں دیکھا جاتا ‏— ابھی ہمنے جی بھر کے دیکھا نہیں ہے

اس لذت کو اور بڑہا اور اپنا حسن اور دکھلا اور ہر دم ایک لطف تازہ اُن کو دیدار میں ملتا جائیگا اور جسقدر حجاب اُن کی نظر سے اُٹھتا جاویگا اُسی قدر اُن کا شوق بڑہتا جائیگا خوشا حال اُن لوگوں کا جنکو یہہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو ؎

تا ابد ای دوست حلاوت دہد ‏— چاشنی درد تو در کام ما

عاشق دیوانہ و مستم از ان ‏— درد پیاپے رسد انعام ما

محی بہ محبوب نظر کرد و گفت ‏— باز برآمد قمر از بام ما

جاننا چاہیے کہ عاشقان جمال ایزدی جو محبت کے اعلی درجہ پر پہونچ جاتی

ہیں ہر لحظہ منتظر موت کے رہتے ہیں کہ کب وہ وقت آوے کہ ہم اس زندان سے نکلیں اور اپنے محبوب کے گلستان میں پہنچیں اسی واسطے خبر میں آیا ہے کہ (الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب) کہ موت پل ہے جو کہ پہنچا دیتا ہے محب کو محبوب کے پاس اور ہر وقت عاشقان ایزدی دنیا کو اپنے واسطے قفس اور زندان سمجھکر اُس سے نکلنے کے خواہان رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس عالم میں بمثل مسافر اور غریب کے جانکر مشتاق اپنے وطن میں پہونچنے کے رہتے ہیں اور کیوں نہ رہیں کسی عاشق نے خوب کہا ہے کہ ؎

چرانہ در پئے عزم دیار خود باشم	چرانہ خاک سر کوئے یار خود باشم
غم غریبی و محنت چو بر نمے تابم	بشہر خود روم و شہریار خود باشم
ز محرمان سرا پردہ وصال شوم	ز بندگان خداوندگار خود باشم
بود کہ لطف ازل رہنموں شود حافظ	وگرنہ تا بہ ابد شرمسار خود باشم

الحاصل یہ معلوم ہوا کہ لذت دیدار سب سے بڑھکر ہے اور یہہ لذت اسیقدر زیادہ ہوگی جس قدر محبت زیادہ ہوگی اور محبت اللہ جلشانہ کی صرف دنیا میں حاصل ہو سکتی ہے اور اگرچہ اصل محبت سے اللہ جلشانہ کے کوئی مومن خالی نہیں ہے لیکن غلبہ محبت جسکو عشق کہتے ہیں اُس سے اکثر محروم ہیں اور وہ دو سبب سے ہوتا ہے ایک علاقہ دنیا کا قطع ہو جانا اور دل کا سوا اللہ کے اور کی محبت سے خالی ہو جانا اس لئے کہ دل بمثل برتن کے ہے جب کسی برتن میں پانی بھرا ہو سرکہ اُس میں نہ سمائیگا جب تک کہ کچھہ خالی نہ ہووے جسقدر پانی سے خالی ہوگا اُسی قدر سرکہ بھرتا جائیگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ما جعل اللہ

لرجل من قلبین فی جوفہ) کہ اللہ نے ایک شخص کے دو دل نہیں بنائے ہیں اور کمال محبت یہی ہے کہ تمام دل سے صرف اللہ کی محبت رکھے اگر ذرا بھی کسی دوسرے کی طرف ملتفت ہوگا اُسی قدر نقصان اللہ جلشانہ کی محبت میں ہوگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا) کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اُس پر قایم رہے بلکہ (لا الہ الا اللہ) کی بھی اصل معنی یہی ہیں کہ کوئی معبود اور کوئی محبوب سوائے اللہ کے نہیں ہے اور جو محبوب ہے وہی معبود ہے اِسی واسطے اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ارأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ) اور اِسی واسطے حضرت نے فرمایا ہے کہ مبغوض ترین معبودوں کا جو زمین پر عبادت کیا جاتا ہے خواہش ہے پس معلوم ہوا کہ خواہش نفسانی بھی معبود ہے بہرحال اُن لوگوں کا جو اللہ کی معبودیت کا اقرار کرتے ہیں اور ہوا و ہوس کو پوجتے ہیں خدا کو معبود کہتے ہیں اور خواہش کی عبادت کرتے ہیں اور (لا الہ الا اللہ) زبان سے کہتے ہیں اور (لا الہ الا الھوا) پر عمل کرتے ہیں عمر مفت میں کھوتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے اگر سمجھتے ہیں تو کچھ نہیں کرتے فضولیات میں عمر عزیز کو ضایع کرتے ہیں اور ہر روز اپنے پروردگار سے دور ہوتے جاتے ہیں آہ آہ ؎

قد صرفت العمر فی قیل و قال	یا ندیمی قم فقد ضاق المجال
قم و زمزم لی باشعار العجم	کے تریح الروح من ھم و غم
و ابتدأ منھا ببیت المثنوی	للحکیم المولوی المعنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند	وز جدائیہا شکایت مے کند
قم و خاطبنی بکل الالسنۃ	غل قلبی ینتھی من ذا السنۃ

انہ فی غفلۃ من حالہ	خائض فی قیلہ مع قالہ
کل آن جالب قیدا جدید	قائل من جہلہ ھل من مزید
نائم فی الغی قد ضل الطریق	ھائم من سکرہ لا یستفیق
عاکف وھو اسے علے اصنامہ	یتھزو الکفار من اسلامہ
کم انادی وھو لا یصغی التناد	وا فوادی وا فوادی وا فواد
یا بھائی اتخذ قلبا سواہ	فہو ما معبودہ الا ھواہ

غرض کہ منجملہ اسباب ضعف محبت اللہ جلشانہ کی غلبہ محبت دنیا ہے یہانتک کہ اگر کسی کو آواز طیور اور نسیم سحر خوش کرے تو وہ خوشی بھی دنیا کی نعمتوں سے خیال کی جائیگی اور اسی قدر کمی محبت اللہ جلشانہ کی ہوگی اور کسی کو دنیا میں سے کچھ نہیں ملتا جب تک کہ اُس قدر حصہ آخرت سے کم نہ کر لیا جاوے اور یہہ امر ضروری ہے جس طرح پر انسان پورب کو ایک قدم بھی بڑہاویگا ضرور اسی قدر پچھم سے دور ہوگا اور اگر کوئی ایک عورت کو خوش کریگا تو اتنا ہی اُسکی سوت کو ناراض کریگا دنیا اور آخرت مثل دو سوتوں یا پورب پچھم کے ہیں۔

دوسرا سبب

محبت کے قوی ہونے کا قوت معرفت ہے جسقدر معرفت زیادہ ہوگی اُسی قدر محبت زیادہ ہوتی جائیگی اور یہہ مرتبہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ دل تمام دنیا کی شغلوں اور کاموں سے صاف اور پاک نہ ہوجاوے اور جب کہ دل دنیا سے پاک ہوجائے تب چاہیئے کہ ذکر اور فکر میں ہمیشہ مشغول رہے

اور اُسکی صفات اور ملکوت سموات اور ارض پر دھیان لگائے اسواسطے کہ کوئی ذرہ آسمان و زمین سے ایسا نہیں ہے کہ جو اُسکی حکمتون اور عجائب نشانیون سے خالی ہو جس ذرہ پر نظر کیجائے وہ اُس کی قدرت کاملہ پر شہادت دیتا ہے اور جس برگ درخت پر تامل سے نگاہ کی جائے اُسکی حکمت بالغہ پر دلالت کرتا ہے کوئی دانہ زمین سے نہیں اُگتا کہ اپنے بونے والے کی توحید پر ہزار زبان سے اقرار نہ کرتا ہو اور اپنے اُگانے والے کی قدرت پر ہزار طرح سے شہادت نہ دیتا ہو ؎

ہر گیاہے کہ از زمین روید	وحدہ لاشریک لہ گوید

جس درخت پر نظر کی جائے ہر ورق اوسکا اللہ جلشانہ کی وحدانیت کا مقر ہے جس ورق پر غور سے خیال کیا جائے اُسکی معرفت کا دفتر ہے دیکھنے والا چاہئے

ولنعم ما قیل ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پس جب غور سے اُن چیزوں کی طرف نظر کی جائے اور اُسکی قدرتون پر جو کہ ہر دانہ اور ہر ذرہ سے عیان ہے تامل کیا جائے تو معرفت اُس کی بڑہتی جائیگی اور جب معرفت بڑہتی جائیگی تب خواہ نخواہ دل پر محبت کا غلبہ ہوتا جائیگا کہ ایسے قادر مطلق اور صانع برحق سے بڑہکر کون ہے جس سے محبت کی جائے جسکے قبضہ قدرت میں از فرش تا عرش اور از زمین تا آسمان اور از ملک تا ملکوت ہے جسنے ہزاروں عجائب و غرائب سے آسمان و زمین کو آراستہ کیا اور ایک ایک ذرہ میں اپنی قدرت کو ظاہر کر دیا اور پہر جو کچھہ اُس نے بنایا اور جس کو پیدا کیا وہ صرف ہمارے واسطے بنایا اور پہر وہی ہر وقت ہماری حفاظت کرتا ہے ہمکو روزی دیتا ہے دشمنون

بچاتا ہے موذیات سے پناہ میں رکھتا ہے مصیبت کے وقت کام آتا ہے درد کی
حالت میں ہمارے ساتھ رحمت سے پیش آتا ہے جو کچھ ہم کو ضرورت ہوتی ہے
پیش از سوال حاجت رفع کر دیتا ہے مصیبت اور دکھ کو ٹالتا رہتا ہے اور ہماری
نافرمانیوں اور گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہو ہر وقت ہمارے اوپر نظر رحم کی رکھتا
ہے اور ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربانی کرتا ہے اور آخرت میں ہمارے واسطے
ان نعمتوں کو مہیا کیا ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا تو تعجب
ہے کہ اپنے پروردگار رحیم اور خدا کریم کو چھوڑ کر دوسروں سے محبت کریں جو
کبھی ہمارے ساتھ رہ نہیں سکتے اور جو کچھ ہمارے واسطے کر نہیں سکتے اور
جن کو کسی قسم کی قدرت اور کسی طرح کی طاقت نہیں پس ان باتوں کو غور کرتے
اور سوچنے سے دل کو خواہ نخواہ ایسی محبت اللہ کی ہو جائیگی کہ وہ سب کو بھول کر
اُسی کی محبت میں ڈوب جائیگا اور محبت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچکر آخرت میں
اُس مرتبہ پر پہونچ جاے گا جس کی خبر اللہ جلشانہ دیتا ہے کہ (فی مقعد
صدق عند ملیک مقتدر) افسوس ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے بندوں
کے واسطے کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں اور ہم بندے اپنے جہالت اور نادانی سے
اُس سے بھاگتے پھرتے ہیں اور وہ ہم کو اپنے پاس بلاتا ہے اور ہم دور ہٹتے جاتی
ہیں سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (انکم تتھافتون علی النار
تھافت الفراش وانا اخذ بحجزکم) کہ تم گرتے ہو آگ میں جس طرح پروانے گرتے
ہیں اور میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو بچاتا ہوں اللہ جلشانہ سب مسلمانوں کو اپنے اور اپنے
رسول کی محبت عطا کرے۔

مگر بوئے از عشق مستت کند	طلبگار عہد الستت کند
بہ پائے طلب رہ بدانجا بری	وزانجا بپال محبت پری
بدرد یقین پردہائے خیال	نماند سرا پردہ الا جلال

بیان اسکا کہ کیا سبب ہے کہ انسان اللہ جلشانہ کی محبت میں متفاوت ہیں

جاننا چاہیئے کہ تمام مومنین اصل محبت میں اللہ جلشانہ کے شریک ہیں اسلیئے کہ وہ اصل ایمان میں باہم شریک ہیں لیکن تفاوت اُن کا محبت میں بہ سبب تفاوت معرفت اور محبت دنیا کی ہے اور اکثر شخص ایسے ہیں کہ وہ اللہ جلشانہ کے کسی صفات سے خبر نہو ئے مگر چند ناموں سے جن کو اُن کے کانوں نے سُنا اور اُسکو انھوں نے یاد کر لیا اور اپنے نزدیک اُس کے معنی ایسے قرار دے لیئے کہ جن سے اللہ جلشانہ پاک ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُن اسما و صفات کی حقیقت پر تو اُن کو اطلاع نہیں ہوئی اور اُن کے معنی فاسد بھی اپنے خیال میں نہیں جمائی بلکہ اُس پر ایمان لے آئے اور جیسا سُنا اُس کو تصدیق کر لیا اور عمل کی طرف متوجہ ہو گئے اور بحث او ربیا حثے کو چھوڑ بیٹھے تو یہی لوگ اہل سلامت ہیں اور آفتوں سے محفوظ ہیں اور انھیں کو اصحاب الیمین کہتے ہیں اور جنہوں نے اس کے اسماء اور صفات کے معنی فاسد اپنے ذہن میں جما لیے ہیں وہ لوگ گمراہ ہیں اور جو لوگ حقیقت کے جاننے والے ہیں وہ مقربین میں سے ہیں اور تینوں قسم کے لوگوں کا اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک میں ذکر کیا ہے ۔

(فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم)

بیان اُس سبب کا کہ جس سے معلوم ہو کہ خلق کی سمجھہ اللہ جلشانہ کی معرفت میں کیون قاصر ہیں

جاننا چاہیئے کہ سب موجودات سے ظاہرتر اور روشن تر ذات باریتعالیٰ کی ہے تو چاہیئے کہ اُس کی معرفت بھی سب سے اول اور سب سے پیشتر اور سب سے سہل تر ہووے حالانکہ معاملہ برخلاف اِس کے ہے سبب اسکا یہہ ہے کہ عقول ہمارے ضعیف ہیں اور جمال حضرت الٰہی روشنی میں نہایت درجہ پر ہے پس کمال اشراق اور ظہور باعث اخفا اور احتجاب ہے جس طرح پر کمال روشنی آفتاب کی خفاش کے آنکھون کے واسطے حجاب ہے پس پاک ہے وہ جس نے اپنے نور کو اپنی ذات کا حجاب بنایا اور اپنے ظہور کو ہماری آنکھون کے واسطے پردہ کردیا لیکن جس کی بصیرت قوی ہوتی ہے اور اللہ جلشانہ اُسکی بصیرت کو طاقت دیتا ہے تو وہ اُس ظہور کی حقیقت سے واقف ہو کر معرفت کی حقیقت پر موافق اپنی قوت کے پہونچ جاتا ہے وہ کسی فعل کو نہیں دیکھتا کہ اللہ کی طرف منسوب نہ کرتا ہو اور فاعل حقیقی اُس کو نہ سمجھتا ہو وہ کسی غیر کا وجود ہی نہیں جانتا بلکہ یہہ خوب سمجھ لیتا ہے کہ ہستی میں کوئی نہیں ہے مگر اللہ اور افعال اُس کے اُسکی قدرت کے آثارون کے اثر ہیں پس وہ تابع اُسی کے ہیں پس اُن کو کوئی وجود سواے اُسکے نہیں ہے پس جس فعل کو وہ دیکھتا ہے فاعل کی طرف نظر کرتا ہے اور

[illegible] پیدا کرتا ہے چنانچہ [illegible] غیر کی [illegible]
اوٹھتی اور کسی کو موجود نہیں سمجھتا جس طرح پر کوئی شخص کسی شاعر کا شعر یا مصنف
کی تصنیف یا مولف کی تالیف دیکھے تو اُس کی نظر درحقیقت اُس شاعر اور مصنف
اور مولف پر ہوگی نہ اُس شعر اور تصنیف اور تالیف پر اور یہ ظاہر ہے کہ تمام عالم
تصنیف اللہ جلشانہ کی ہے پس جس نے اُس کی طرف دیکھا یہ سوچکر کہ یہہ
فعل اللہ کا ہے اور اُسی کا فعل تصور کرکے اُس سے محبت کی تو وہ ہر چیز میں
اللہ ہی کو دیکھیگا اور اُسی کو پہچانیگا اور اُسی کو چاہیگا اور وہی پکا موحد اور سچا مومن
ہوگا بلکہ اپنے آپ کو بھی نہ دیکھیگا مگر یہی کہ میں بھی اُس کا بندہ ہوں اور درحقیقت
کچھ وجود نہیں رکھتا اور یہی اُس مرتبہ پر پہونچیگا کہ جس کو فنا فی التوحید کہتے ہیں
اور جو لوگ کہ اس درجہ پر نہیں پہونچے وہ صرف اسی سبب سے قصور اپنی فہم کے ہیں کہ اس
درجے پر پہونچنے کی سمجھ نہیں رکھتے اور افعال اور آثار کو اس عالم کے ظاہری افعال
اور اسباب پر ختم کرکے اُس کے فاعل حقیقی تک نہیں پہونچتے۔

اللہ جلشانہ کی طرف شوق کرنے کے معنی کا بیان

جاننا چاہیئے کہ جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا انکار کرتا ہے ضرور وہ شوق کی
حقیقت سے بھی انکار کریگا حالانکہ ہم ثابت کرینگے کہ اللہ جلشانہ کی طرف شوق
کرنا واجب ہے اور بیان اسکا یہہ ہے کہ شوق نہیں ہوتا ہے مگر اُس چیز کیطرف
کہ کچھ اُسکا ادراک ہوا اور کچھ ادراک نہوا اگر بالکل ادراک نہو تو اشتیاق کیونکر ہوگا
جس طرح کہ کسی شخص کو کسی نے نہ دیکھا ہو نہ اسکی صفت سنی ہو تو وہ کیونکر اُس کا
مشتاق ہوگا اور اگر بالکل ادراک ہو تب بھی اشتیاق نہوگا اس لئے کہ کمال ادراک

روئیت سے ہے اور جو اپنے محبوب کو ہر وقت دیکھتا ہوگا تو وہ اوس کا مشتاق کیونکر ہوگا پس ثابت ہوا کہ اشتیاق اوسی وقت تک ہے کہ کچھ ادراک ہو اور کچھ نہو اور وہ دو وجہوں سے ہوتا ہے کہ جنکو ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہیں مثلاً کسی کا معشوق کسی سے جدا ہو جاوے اور اوسکے دل میں اوسکا خیال رہ جاوے تو ضرور وہ عاشق مشتاق ہوگا کہ دیدار اوسکا نصیب ہو لیکن اگر اوسکے دل سے اوسکا خیال جاتا رہے اور وہ بھول جاوے تو اشتیاق باقی نہ رہیگا اور اگر دیدار نصیب ہو جائیگا تب بھی اشتیاق کا اطلاق نہ رہیگا پس شوق کے معنی یہہ ہیں کہ جو خیال دل میں ہے اوسکے کامل ہونے پر نفس کا مشتاق ہونا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے پر بھی شوق باقی رہتا ہے یعنی کمال رویت نصیب نہیں ہوتی مثلاً اپنے محبوب کو دیکھہ تو لیا لیکن روشنی میں نہیں دیکھا کہ جس سے اچھی طرح پر صورت نظر آوے تب بھی شوق اسکا باقی رہتا ہے کہ جمال اوس کا روشنی میں دیکھا جاوے تاکہ اچھی طرح پر اوس کی شکل و صورت دیکھنے میں آئے اور دوسری وجہ اشتیاق کی یہہ ہے کہ اپنے محبوب کا چہرہ تو دیکھہ لیا لیکن اوسکے خال و خط کے دیکھنے کی تمنا باقی رہ گئی ہیں خواہ نخواہ دل کو اوس کے سب اعضا کے حسن و جمال اور ایک ایک خط و خال کے دیکھنے کا شوق ہوتا ہے اور یہہ دونوں وجہیں اشتیاق کی اللہ جلشانہ کی نسبت متصور بلکہ لازم ہیں اس لیے کہ امور الٰہی کی معرفت اگرچہ عارفین کو کسی قدر حاصل ہو جاوے لیکن وہ صاف طرح پر نہیں ہو سکتی بلکہ اس طرح پر ہوگی جس طرح پر کسی چیز کو پردہ میں سے دیکھا بلکہ معرفت خیالات کی تکدرات سے کبھی اس دنیا میں خالی نہیں رہ سکتے پس

اچھی طرح پر حاصل ہونا معرفت کا معرفت آخرت میں ہوگا کہ وہیں مشاہدہ اور تجلی کا اتمام ہو سکتا ہے پس یہہ ایک سبب عاشقین اور عارفین کے شوق کا ہے دوسرے یہہ کہ امور الٰہی کی انتہا نہیں ہے اور اگر کسی پر کچھ حقیقت کھلتی ہے تو وہ بھی کسی کسی چیز کی اور باقی امور جن کی انتہا نہیں ہے ایسے ہی پوشیدہ رہ جاتے ہیں اور اہل معرفت جانتے ہیں کہ جن کا علم انکو ہوا ہے اُن سے بہت زیادہ ابھی پردۂ غیب میں پوشیدہ ہیں اس لئے اُن کی معرفت کا شوق باقی رہتا ہے اور جسقدر امور الٰہی جو پوشیدہ ہیں کچھ کچھ کھلتے جاتے ہیں اُسی قدر اور شوق بڑھتا جاتا ہے اور چونکہ نہ امور الٰہی کی انتہا ہے اور نہ اہل معرفت کے شوق کی تو یہہ شوق کبھی کم نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ اہل محبت اسی شوق میں غرق رہتے ہیں اور رہیں گے

مرا کمال محبت ترا کمال جمال	دست ما و که نقصان پذیرد این دو کمال

اور منجملہ اُن دو شوقوں کے جن کا ہم نے بیان کیا پہلا شوق دنیا میں پورا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ رویت اور مشاہدہ یہاں حاصل نہیں ہو سکتا۔

حکایت

حضرت ابراہیم ادہم نے جو کہ مشتاقان جمال احدی سے تھے ایک روز حضور میں اپنے محبوب رب الارباب کے عرض کیا کہ الٰہی اگر کسی کو تو نے وہ چیز دی ہو جس سے اُس کا دل تیرے ملنے سے پہلے ٹھہر جاوے اور اُسکی جلن کم ہو جاوے تو وہ مجھے بھی عطا کر اس لئے کہ اضطراب نے مجھے ہلاک کر دیا اور بیقراری نے میرا کام تمام کر ڈالا حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ

اللہ جل شانہ نے مجھے اپنے حضور میں کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی کہ مجھ سے تو چاہتا ہے کہ قبل میرے ملنے کے تیرا دل ٹھہر جائے اور تیرے شوق کی آگ بجھ جائے کسی عاشق کو تو نے دیکھا ہے کہ شوق کے ملنے سے پہلے اس کا دل ٹھہرا ہو میں نے کہا کہ الٰہی میں تیری محبت میں اسقدر بیدل ہو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا کہتا ہوں پس مجھے معاف کر اور سکھلا دے کہ کیا کہوں حکم ہوا کہ یہ کہہ کہ الٰہی مجھے اپنے قضا پر راضی رکھ اور اپنی بلاؤں پر صبر عطا کر اور اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق دے۔

حکایت

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بہ صد ہزار شوق مسجد کو چلے جب دروازہ پر پہونچے ندا ہوئی کہ اے شبلی با این ناپاکی ہمارے گھر آنے کا قصد ہے یہ کیا بے ادبی ہے وہ لوٹ چلے صدا آئی کہ اے شبلی ہمارے در کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے یہ کیا بے پروائی ہے خاموش ہو کر رونے لگے آواز آئی کہ اے شبلی ہماری شکایت کرتا ہے یہ کیا گستاخی ہے تب ہنس دیے حکم ہوا کہ ہم سے بیخوف ہو گیا یہ کیسی نادانی ہے عرض کی کہ الٰہی نہ آنے پاتا ہوں نہ لوٹ سکتا ہوں نہ رونے پاتا ہوں نہ ہنس سکتا ہوں کیا کروں غرض یہ ارشاد ہوا کہ ہمارے اسرار کا کھلوانا چاہتا ہے اے شبلی خاموش یہ سب امتحان ہیں اور آزمایش چون وچرا کو دخل نہیں اسقدر سمجھ لے کہ ہم کو کسی حال میں مت بھول اور ہمارے کسی فعل پر اعتراض مت کر ہمارے قضا پر راضی رہ ہر وقت اپنی آنکھ کے سامنے ہم کو حاضر جان اگر آ تو ہماری طرف نکال دیں تو بھاگ مگر ہمارے ہی جانب ای شبلی ہم بندہ پر

اُسکی ماں سے زیادہ مہربان اور اُسکے باپ سے زیادہ شفیق ہیں۔

اور دوسرا شوق جو ہم نے بیان کیا اُسکی انتہا نہیں ہے نہ دنیا میں نہ آخرت میں اس لئے کہ اُسکی انتہا یہ ہے کہ آخرت میں تمام جلال اور صفات اور حکمت اور افعال رب العالمین کھل جائیں اور یہہ محال ہے اس لئے کہ انکی انتہا نہیں ہے اور جب تک کہ یہہ نہ معلوم ہو جاوے کہ اب اُس کے جلال و جمال سے کچھہ باقی نہیں رہا اور سب کی حقیقت کھل گئی تب تک شوق کی تسکین نہیں ہو سکتی اور یہہ محال ہے اور ظاہر ہے کہ جسقدر حقیقت جمال و جلال کھلتی جائیگی اُسیقدر بندہ مشتاق دیکھے گا کہ ابھی اُسکے درجے پر ہزارہا درجات باقی ہیں تو اُسکا شوق بڑہتا جائیگا اور چاہیگا کہ اسکا کمال حاصل ہو اور اصل وصل نصیب ہووے تو اس شوق میں اُسکو وہ لذت ہوگی کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا اور جسقدر اُس پر جلال و جمال کی تجلی ہوتی جائیگی اُسی قدر اُس کی لذت بڑہتی جائیگی یہانتک کہ نہ اُس تجلی کی انتہا ہوگی نہ اُس کے شوق کی لذتوں کی غایت ہوگی پس ابد الآباد تک یہی حال رہیگا کہ دلبر کے پاس ہیں اور دل نہیں ٹہرتا اور محبوب کے سامنے ہیں اور چین نہیں پڑتا۔

دلارامم در بر دلارام جوی — لب از تشنگی خشک بر طرف جوی
نگویم کہ بر آب قادر نیند — کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
بسر وقت شان خلق کی رہ برند — کہ چون آب حیوان بظلمت درند
دمادم شراب الم درکشند — وگر تلخ بینند دم درکشند
چو باد اند پنہان و چالاک پوی — چو سنگ اند خاموش و تسبیح گوی
سحرہا بگریند چندانکہ آب — فرو شوید از دیدہ شان کحل خواب

فرس کشتہ از بسکہ شب راندہ اند شب و روز در ہجر سودا و سوز	سحرگہ خروشان کہ در ماندہ اند تدانند ز آشفتگی شب ز روز

بیان اُن اخبار و آثار کا جو شوق سے متعلق ہیں

جاننا چاہیئے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میں تجھسے تیری قضا پر رضا اور بعد موت کے عیش اور تیرے جمال کے نظارہ کی لذت چاہتا ہوں اور ابو درداء نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ جو آیت توریت میں سب سے زیادہ مخصوص ہو اُسکو تبلاؤ انھوں نے کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگرچہ ابرار میری ملاقات کے مشتاق ہیں لیکن میرا اشتیاق اُن سے ملنے کا اُن سے بڑھکر ہے اور اُسی کے ایک طرف لکھا ہوا ہے کہ (من طلبنی وجدنی ومن طلب غیری لم یجدنی) کہ جس نے مجھے طلب کیا اُس نے مجھے پایا اور جس نے میرے سوا دوسرے کو طلب کیا اُس نے کبھی نہیں پایا اور ابو درداء نے کہا کہ میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ داؤد علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اے داؤد زمین والوں سے کہدو کہ میں محبت رکھتا ہوں اُس سے جو مجھ سے محبت کرے اور اُسکا جلیس ہوں جو مجھے اپنا جلیس کرے اور اُسکا مونس ہوں جو میرے ذکر سے اُنس رکھے اور اُسکا مصاحب ہوں جو مجھ سے صحبت رکھے اور اُسکا مختار ہوں جو مجھے اختیار کرے اور اُس کا مطیع ہوں جو میری اطاعت کرے اور جو بندہ اس یقین کر کے اپنے دل و جان سے مجھے چاہے میں اُس کو اپنے لئے قبول کر لیتا ہوں

اور میں اسکو ایسا چاہتا ہوں کہ اُس سے پہلے کسی کو نہیں چاہا جس نے میری طلب سچے دل سے کی وہ مجھے پائیگا اور جس نے میرے سوا کسی دوسرے کو طلب کیا وہ مجھے نہ پائیگا پس اے زمین کے رہنے والو چھوڑو اپنے غرور اور جہالت کو اور آؤ میری صحبت اور میرے جلسہ میں اور مجھ سے اُنس پیدا کرو میں تمہارا مونس و غمخوار ہو جاؤں اور تمہاری محبت پر پیش قدمی کروں میں نے اپنے دوستوں کا خمیر اپنے خلیل ابراہیمؑ اور اپنے مخلص موسیٰؑ اور اپنے مصطفےٰ محمد رسول اللہ کی مٹی سے بنایا ہے میں نے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو اپنے ہی نور سے بنایا ہے اور اپنے جلال کی نعمتوں سے اُن کو بھر دیا ہے جو عاشقان جمال ایزدی ہیں وہ ہر دم اُسی کے شوق میں رہتے ہیں اور ہر لحظہ اُسی کے عشق میں جان دیتے ہیں پکارتے ہیں تو اُسی کو سنتے ہیں تو اُسی کی ذکر کرتے ہیں تو اُسی کا فکر کرتے ہیں تو اُسی کی نہ اُن کو سردی ستاتی ہے نہ گرمی نہ اُن کو بھوکھ ایذا دیتی ہے نہ پیاس اُس کا ذکر ان کی بھوکھ کی غذا ہے اُس کا نام انکی بیماری کی دوا ہے ہر وقت اُسی کو پکارا کرتے ہیں ہر دم اُسی کو بلایا کرتے ہیں ہر وقت شوق میں آکر اسطرح نغمہ سرائی کیا کرتے ہیں ؎

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما	کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکیں مکشاے	تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما
یا احد در لحد تنگ بگوئیم کہ دوست	آشنائیم تو ئی غیر تو بیگانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست	گویم آنکس کہ ربود این دل دیوانۂ ما

اور بعضے بزرگوں سے روایت ہے کہ اللہ جلشانہ نے بعض صدیقین سے

فرمایا کہ میرے بعض خاص بندے ایسے ہیں کہ جن کو میں چاہتا ہوں اور وہ میری یاد
کرتے ہیں اور میں اُن کی یاد کرتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتے ہیں میں اُنکو دیکھتا ہوں وہ اِس
رتبہ کے ہیں کہ اگر تو اُن کی راہ پر چلے تو میں تجھے بھی چاہنے لگوں اور اگر اُن کی راہ سے
ہٹے تو میں تجھ سے بغض و دشمنی رکھوں اُس صدیق نے پوچھا کہ الٰہی اُن کی نشانی
کیا ہے ندا ہوئی کہ اُنکی نشانی یہ ہے کہ وہ دن کے سایہ کو ایسا دیکھتے رہتے ہیں
جس طرح پر کہ چرواہا بکریوں کو دیکھتا رہتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے پر ہوتا
ہے تب وہ ایسے بیقرار ہوتے ہیں کہ جس طرح پرند شام کو اپنے آشیانہ میں
جانے کے لئے مضطر ہوتے ہیں اور جب رات ہو جاتی ہے اور اندھیاری گھیر لیتی ہے
اور سونے والے سو رہتے ہیں اور عاشق اپنے معشوقوں سے خلوت گزین ہو جاتے
ہیں اور آرام کرنے والے آرام کرتے ہیں اُسوقت وہ اپنے پاؤں سے کھڑے ہوتے
ہیں اور منھ کے بل میرے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور میرے ساتھ مناجات کرتے
ہیں اور میرے انعاموں کو ظاہر کرکے میری خوشامد کرتے ہیں کبھی چلاتے ہیں کبھی روتے ہیں کبھی آہ
کرتے ہیں کبھی ہائے ہائے مچاتے ہیں کبھی شکایت کرتے ہیں کبھی شکوہ کا دفتر کھولتے
ہیں کبھی ہاتھ باندھ کر ادب سے میرے حضور میں کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بیطاقت
ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کبھی رکوع میں جھک جاتے ہیں کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں
اور میں دیکھتا رہتا ہوں کہ وہ میرے لئے کیا کیا کر رہے ہیں اور میں سنتا جاتا ہوں کہ
وہ غلبۂ محبت میں اگر سچی سے کیا کہہ رہے ہیں محبت میں اگر ایسے بے خبر ہو جاتے
ہیں کہ نہ وہ جانتے ہیں کہ کیا کرتے ہیں نہ وہ سمجھتے ہیں کہ کیا کہتے ہیں آنکھوں سے آنسو
بہاتے ہیں رخساروں کو طپانچہ سے لال کر دیتے ہیں دل سے اُن کے ایسی آگ

اوٹھتی ہے کہ اُس میں جل جاتے ہیں سینہ سے اُن کے ایسا شعلہ بھڑکتا ہے کہ اُسمیں
بھن جاتے ہیں وہ لوگ ایسے ہیں کہ دل اُن کا کباب ہے اور دیدہ اُن کا پرآب شوق
غالب دیدار کی طالب ہماری قدرتوں میں متحیر ہمارے اسرار میں متفکر نہ تن کا ہوش نہ جان
کا خیال زبان پر ہمارا نام ہے اور ہماری ہی ذات سے اُن کو کام ہے کبھی اپنی نارسائی
دیکھہ کر آہ کر اُٹھتے ہیں کبھی ہماری رحمت کا خیال کر کے ہوش میں آجاتے ہیں رات
گذر جاتی ہے اور اُن کی یہی حالت رہتی ہے تمام شب سجدہ میں روتے بسر
کر دیتے ہیں اور پھر نالہ اُن کا ناتمام رہ جاتا ہے صبح ہو جاتی ہے اور اُن کا قصہ ویسا
ہی رہ جاتا ہے صبح کو ہوتے ہوے دیکھکر وہ ایک نعرہ مارتے ہیں اور اپنی بدبختی کی
آپ ہی شکایت کرتے ہیں کہ ہم اپنی حکایت ختم نہ کرنے پاے اور صبح ہو گئی ہم ایک
بات بھی پوری نہ کرنے پاے اور سحر ہو گئی ؎

کیا جلد صبح ہو گئی شامِ وصال ہائی	ہم کہہ نہ پاے یار سے کچھہ ماجرای دل

جب دن ہو جاتا ہے اور آفتاب نکل آتا ہے وہ ویسے ہی دل مار کر رہ جاتے ہیں اور
دن کو اوروں کی طرح بن جاتے ہیں مگر ہر دم نظر اُن کی شام پر ہے کہ کب آفتاب ڈوبے
اور آدمیوں سے حجاب ملے کہ ہم اپنا باقی قصہ کہہ سناویں اور اپنی داستان پوری کریں
اسی طرح برسہا برس گذر جاتے ہیں عمر اُن کی تمام ہو جاتی ہے اور اُنکی حکایت ختم نہیں
ہوتی ایسے دلداروں اور بیخبروں کو اول جو دیتا ہوں وہ تین چیزیں ہیں ایک یہہ کہ اُنکے
دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں کہ وہ میری خبریں کہتے ہیں جیسا کہ میں اُنکی خبریں کہتا ہوں
دوسرے یہہ کہ اگر آسمان و زمین اور جو کچھہ کہ اُنکے بیچ میں ہے اُنکے ہم وزن ہو تو انہیں
کا پلہ بھاری ہو تیسرے یہ ہیں بے پردہ اُنکے سامنے ہو جاتا ہوں پس کون جان سکتا ہے

ہے کہ جس کے سامنے میں آجاؤں اُس کو کیا دون اور حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خبر دن میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد کب تک
جنت کا ذکر کروگے اور میرے شوق کا مجھ سے سوال نہ کروگے حضرت داؤد نے عرض
کی کہ الٰہی تیرے مشتاق کون لوگ ہیں جواب ہوا کہ اے داؤد میرے مشتاق وہ لوگ
ہیں کہ جنکو میں نے سب کدورتوں سے صاف کردیا ہے اور سب برائیون سے
پاک کرلیا ہے اور اُنکے دلوں کو ڈر سے بھر دیا ہے اور اُن کے دلوں کو سوراخ
سوراخ کردیا ہے کہ جن کے روزنوں سے وہ مجھے دیکھتے ہیں اور اُنکے دلوں کو
میں اپنے ہاتھ پر اُٹھا کر اپنے آسمان پر رکھتا ہوں اور پھر اپنے برگزیدہ فرشتوں کو
بلاتا ہوں جب وہ حاضر ہوتے ہیں مجھے سجدہ کرتے ہیں تب اُن سے میں کہتا ہوں
کہ نہیں نہیں تم کو اسوقت میں نے سجدہ کے واسطے نہیں بلایا بلکہ اس لئے
بلایا ہے کہ تمہارے سامنے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو پیش کردں اور اُن کو دکھلاکر
تمہارے اوپر مباہات کروں پس اُنکے دلوں سے آسمانوں کو فرشتوں کے
واسطے روشن کردیتا ہوں جس طرح پر کہ زمین کو زمین والوں کے لئے آفتاب
سے روشن کرتا ہوں اے داؤد میں نے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو اپنی رضا
سے بنایا ہے اور اپنی جمال کا نور اُن کو دیا ہے اُن کو اپنے واسطے مخصوص کرلیا ہے
کہ وہ مجھ سے باتین کیا کریں اور اُنکے جسموں کو میں نے زمین پر اس لئے رکھا ہے
کہ میں اُن کو دیکھا کروں اور اُنکے دلوں سے میں نے راہیں نکالی ہیں کہ جن سے
مجھے دیکھا کریں ہر دم اُن کا شوق بڑھتا جاتا ہے اور ہر لحظہ اُن کا اشتیاق زیادہ
ہوتا جاتا ہے سچ ہے محبت ایسی ہی چیز ہے کہ سوائے محب اور محبوب کے

دوسرے کو خبر نہیں ہوتی سینہ کو سینہ سے اور دل کو دل سے اور آنکھ کو آنکھ سے خبر ہے
اور سب بے خبر ہیں و لنعم ماقیل ؎

از سینہ بسینہ شاہراہش	وز دیدہ بہ دیدہ جلوہ گاہش
دل با دل و تن بہ تن بہم دوست	آمیختہ چون دو مغز یک پوست
دلہا ہمہ در نشیمن راز	بر یک دگر اند پر تو انداز
این جوشش مہر در دو سینہ	یک مے بود و دو آب گینہ
یک نغمہ نشستہ در دو پردہ	یک نشہ دو جا ظہور کردہ
در عشق بہ بین دو پایہ او	خوش آنکہ گرفت سایہ او

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی اپنے اہل محبت میں سے کسی کو مجھے بھی دکھلا دے حکم ہوا کہ اسے داؤد لبنان پہاڑ پر جاؤ وہاں تم کو چودہ آدمی ملیں گے کچھ جوان کچھ بڈہے کچھ ادہیڑ جب تم اُن کے پاس پہنچو اُن سے میرا سلام کہنا اور یہہ پیام دینا کہ تمہارا محبوب بعد سلام کے تم سے شکایت کرتا ہے کہ کبھی تم نے ہم سے کچھ سوال نہیں کیا حالانکہ تم میرے محبوب ہو تم میرے برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تم میرے آشنا ہو تمہاری ہی خوشی سے میں خوش ہوں تمہاری طرف محبت سے دوڑ کر چلتا ہوں اور تم مجھ سے کچھ مانگتے بھی نہیں پس یہہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام اُنکے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ لوگ ایک چشمہ کے کنارے پر بیٹھے ہوے اللہ جلشانہ کی عظمت و جلال میں فکر کر رہے ہیں ؎

بخود سر فرو بردہ ہمچون صدف	نہ مانند دریا بر آوردہ کف

چو مشک اند خاموش و تسبیح گوی	چو باد اند نہان و چالاک پوی

جب اُنھون نے حضرت داؤد کو دیکھا تو سب اُچھل پڑے اور چاہا کہ بھاگ جائیں
حضرت داؤد نے کہا کہ مجھسے نہ بھاگو میں تمہارے اللہ کا قاصد ہون تمہارے دلدار
کا پیام لیکر آیا ہوں تمہارے محبوب کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہہ سنکر سب حضرت داؤد
کے پاس آئے اور اپنی آنکھوں کو زمین کی طرف اور کانوں کو داؤد کی طرف کرکے چپ چاپ
خاموش ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے تب حضرت داؤد نے پیام رب العالمین ادا کیا کہ
اے عاشقین جمال احدی واے مشتاقین جمال صمدی اللہ جلشانہ نے تمکو بعد
سلام یہ پیام دیا ہے کہ تم مجھ سے کچھ سوال کیوں نہیں کرتے ہو اور مجھ سے کچھ مانگتے
کیوں نہیں ہو میں تمہاری باتون کا مشتاق ہون تم میرے محبوب ہو تم میرے
برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تمہاری خوشی سے میں خوش
ہوں تمہاری محبت کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں تمہاری طرف ہر وقت اُس نظر سے دیکھتا
رہتا ہوں جس نظر سے ماں اپنے پیارے بچہ کو دیکھتی ہے یہہ سنکر اُنکے رخسارون
پر آنسو بہنے لگے اور وہ سب کے سب رونے لگے اُن سب میں جو بڑا تھا اُس
نے کہا کہ الٰہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیرے بندے اور تیری
بندوں کی اولاد ہیں الٰہی درگذر کر اُس زندگی سے جو بغیر تیری یاد کے گذرے اور معاف
کر اُن ساعتوں کو جو بغیر تیرے ذکر کے کٹیں تب دوسرا بولا کہ الٰہی تو پاک ہے اور
سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے اور تیرے بندوں کی اولاد سے ہیں
ہم پر تو اپنا کرم رکھ اور جو کچھ ہمارے تیرے درمیان معاملہ ہے اُس پر نیک نظر
رکھ پھر تیسرا بولا کہ الٰہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے

اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں ہم کو یہہ جرأت نہیں ہو سکتی ہے کہ ہم تجھ سے کچھ سوال کر سکیں اور تو جانتا ہے کہ ہم کو اپنے کاموں میں سے کسی کام کی کچھہ حاجت نہیں ہے صرف تو اپنی راہ پر ہمکو لگائے رہ اور ہمیشہ اپنی راہ پر رکھہ یہی تیرا بڑا احسان ہے۔ پھر چوتھا شخص پکارا کہ الٰہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیری مرضیوں کے پورا کرنے میں قاصر ہیں پس ہماری اعانت کر کہ ہم اس میں کامل ہو جائیں پھر پانچویں شخص نے کہا کہ الٰہی تو پاک ہے ہم کو تو نے ایک نطفہ نجس سے بنایا اور پھر یہہ احسان کیا کہ اپنی عظمت وجلال میں فکر کرنے کی ہم کو طاقت دی پھر بھلا جو شخص تیری عظمت میں مشغول اور تیرے جلال میں متفکر ہو گا اور تیری قربت چاہتا ہو گا اُسکو یہ جرأت ہو سکیگی کہ اور کچھہ بات چیت کر سکے سعدی ؎

سراپا وجود تو ہستی نماند	بیاد تو ام خود پرستی نماند
بدان زہرہ دستت زدم در رکاب	کہ خود را نیاوردم اندر حساب

پھر چھٹواں شخص کہنے لگا کہ تیری شان کی عظمت اور تیری نزدیکی اور قربت اور تیرے احسانوں نے جو اہل محبت پر ہیں اُن کی زبانوں کو گنگ کر دیا ہے کہ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ کچھہ کہہ سکیں پھر کس طرح سے تجھ سے سوال کر سکیں پھر ساتواں شخص بولا کہ تو نے ہمارے دلوں کو اپنی یاد پر لگایا اور ہم کو اپنے شغل میں ایسا مشغول کر لیا کہ ہم سب سے فارغ ہو گئے اس احسان کے شکر میں جو ہم سے تقصیر ہوئی ہو اُسکو معاف کر پھر آٹھواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو سوائے اسکے کچھہ حاجت نہیں ہے کہ تیرا جمال دیکھا کریں پھر نواں شخص کہنے لگا کہ غلام کو اپنے آقا

کے حضور کیونکر جرأت کلام کی ہو سکے لیکن جب کہ تو نے خود دعا کا حکم دیا ہے اس لیے ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ایسی روشنی عطا کر کہ جس سے ہم آسمانوں کی تاریکی میں راہ پا سکیں پھر دسواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی ہماری دعا تجھ سے یہی ہے کہ تو ہمیشہ ہمارے پاس بنا رہ پھر گیارہواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی ہم تجھ سے یہی سوال کرتے ہیں کہ جو نعمتیں تو نے ہم کو بخشی ہیں اور جو عنایت و مہربانی ہم پر فرمائی ہے اسکو پورا کر پھر بارہواں شخص کہنے لگا کہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے ہم کو کسی سے کچھ غرض نہیں ہماری حاجت یہی ہے کہ تو اپنا جمال ہم کو دکھلا پھر تیرہواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی میری یہ خواہش ہے کہ میری آنکھوں کو دنیا و اہل دنیا کے دیکھنے سے اندھا کر دے اور میرے دل کو آخرت کے شغلوں سے خالی کر دے نہ دنیا پر میری نظر ہو نہ آخرت کا خیال ہو سوائے تیرے میری آنکھوں کے سامنے اور میرے دل میں اور کوئی نہ ہو پھر چودہواں شخص کہنے لگا کہ تو بڑا بزرگ و برتر ہے اور تو اپنے دوستوں کو بہت چاہتا ہے میرے اوپر تیرا بڑا احسان یہی ہے کہ میرے دل کو سب چیزوں سے جو سوائے تیرے ہیں خالی کر کے صرف اپنی طرف مشغول کرے اور اپنا جمال ہم کو دکھلا دے تاکہ ہم جی جائیں اپنا حجاب ہماری آنکھوں سے اٹھا دے کہ ہم ہمہ تن چشم ہو جائیں پس اس میں دیر نہ کر ○

بنمای رخ کہ خلقے والہ شوند و حیران | بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

جب وہ چودہ شخص یہ تقریر کر چکے تب اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ اے داؤد تم نے میرے مشتاقوں کی باتیں سنیں اور میرے عاشقوں کی خواہشیں جانیں اہل شوق اور اہل ذوق ایسے ہی ہوتے ہیں اب تم ان سے میری طرف سے کہہ دو کہ

میں نے تمہاری سب باتیں سنیں اور جس نے جو مانگا وہ میں نے دیا پھر ایک اب تم میں سے جدا ہو جاوے اور پھر ایک ایک ایک غار میں چلا جاوے میں حجاب کو جو تمہارے بیچ میں ہے اٹھائے دیتا ہوں تاکہ تم آنکھ بھر کر میرے نور کو دیکھو اور دل بھر کر میرے جلال کو سوچو تب حضرت داود نے عرض کی کہ الٰہی یہ لوگ اس رتبہ پر کیسے پہونچے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داود یہہ لوگ اس رتبہ پر صرف اس سبب سے پہونچے کہ میرے ساتھ گمان نیک رکھا اور دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ دیا اور میرے ہی ساتھ خلوتوں میں مناجات کی اور یہہ مقام وہ ہے کہ اس پر کوئی نہیں پہونچ سکتا مگر وہی جو قطعاً دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ بیٹھے اور کبھی اُس کی کسی چیز کا ذکر نہ کرے اور دل اُسکا بالکل دنیا اور اہل دنیا سے خالی ہو جاوے اور تمام اشیا میں سے جو میں نے پیدا کی ہیں صرف مجھی کو اختیار کرے اُسوقت میں اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جس طرح پر وہ سب کو چھوڑ کر میری طرف آتا ہے میں بھی اپنی ذات کو اُس کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور جو پردہ ہمارے اُسکے بیچ میں ہوتا ہے اُسکو اُٹھا دیتا ہوں یہانتک کہ وہ مجھکو ایسا دیکھتا ہے جس طرح پر اس ظاہری آنکھ سے اور لوگ ان ظاہری چیزونکو دیکھتے ہیں اور ساعت بساعت میں اُن پر تجلی جمال کرتا رہتا ہوں اور لحظہ بہ لحظہ اپنے نور کو اُن پر چمکاتا رہتا ہوں اور اسقدر اُنکو اپنا کر لیتا ہوں کہ اگر وہ بیمار ہوتے ہیں میں اُنکی ایسی بیمار داری کرتا ہوں جیسے کہ ماں اپنی پیاری بچے کی کرتی ہو اگر وہ پیاسے ہوتے ہیں میں ہی اُنکو پانی پلاتا ہوں اگر وہ بھوکے ہوتے ہیں میں ہی اپنے ذکر کی غذا اُن کو کھلاتا ہوں جب اس طرح پر میں اُنکے پیش آتا ہوں تب اُن کی آنکھ دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے بالکل اندھی ہو جاتی ہے

اور ذرا بھی اُنکو التفات اُس طرف نہیں رہتا اور مطلق دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتے
ایک لحظہ زبان اُنکی میرے ذکر سے اور دل اُن کا میری فکر سے خالی نہیں رہتا اور
وہ مجھ تک آنے کی جلدی کرتے ہیں اور میں دیری کرتا ہوں وہ چاہتے ہیں کہ موت
اِس جسم کی حجاب کو اُٹھادے اور کمال وصال نصیب ہو اور میں چاہتا ہوں
کہ چندے اور اُنکو دنیا میں رہنے دوں تاکہ اُنکو اپنی مخلوقات میں سے دیکھا کروں
اور اِسی سے لئے اُنکی موت میں تاخیر کرتا ہوں کہ وہ زندہ رہیں تاکہ میرے مشتاقوں سے
دنیا خالی نہ رہے اگرچہ وہ دنیا میں رہتے ہیں لیکن نہ وہ میرے سوا کسی کو دیکھتے
ہیں اور نہ میں اُنکے سوا کسی کو دیکھتا ہوں اے داؤد اگر تو اُنکو دیکھے تو حیران رہ جائے
کہ بدن تو اُن کا گل جاتا ہے اور جسم اُن کا خشک ہو جاتا ہے اور اعضا اُنکے سوکھ
جاتے ہیں اور جب میرا نام سنتے ہیں دل اُن کا پھٹ جاتا ہے پس یہی وہ لوگ
ہیں کہ جنسے میں اپنے فرشتوں اور آسمان والوں پر مباہات کرتا ہوں قسم ہے مجھ کو
اپنی عزت وجلال کی کہ اُن کو اپنے فردوس میں جگہ دیتا ہوں اور اُنکے سینہ کو اپنے
جمال سے بھر دیتا ہوں وہ مجھ کو دیکھتے ہیں یہانتک کہ راضی ہو جائیں بلکہ اُن پر
اپنے جمال کی اسقدر تجلی کرتا ہوں کہ اُنکی خواہش سے بھی بڑھکر یہہ دولت اُن کو
نصیب ہوتی ہے اور حضرت داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد
اُن میرے بندوں سے جو کہ میری محبت چاہتے ہیں کہدو کہ کیا چیز تم کو ضرر
پہونچا سکے جب کہ میں اپنا حجاب تم سے اُٹھالوں اور سب خلق پر جو کہ میرے
چاہنے والے نہیں ہیں وہ حجاب پڑا رکھوں تم مجھ کو اپنے دلوں کی آنکھوں سے
ایسا دیکھو جسطرح پر ظاہری آنکھ سے ظاہر کی چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اور کیا نقصان

پہونچا سکتی ہے تم کو وہ چیز دنیا کی کہ جو تم سے لے لوں اور اُسکے بدلے میں دین تم کو دوں
اور کیا حرج تمہارا مخلوق کے غصہ سے ہو سکتا ہے جب کہ تم کو میری رضا حاصل ہو اور
اور حضرت داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد تجھکو یہہ گمان ہے کہ میں تجھے
چاہتا ہوں اگر یہہ سچ ہے تو دنیا کی محبت اپنے دل سے بالکل نکال دے اسلئے کہ میری
محبت اور دنیا کی محبت ایک دل میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی کیا میری محبت کافی نہیں
ہے کہ جو دنیا کی طرف تو التفات کرے میں تجھکو دونگا بغیر تیرے مانگے میں تیری
مدد کرونگا مصیبت کے وقت اور میں نے اپنی ذات کی قسم کھالی ہے کہ میں کسی
بندے کو ثواب نہ دونگا مگر اُسی کو جس کی نیت اور ارادہ کو میں نے جان لیا ہو کہ مقصد
اُس کا میرا ملنا ہے اور اُسکو کوئی خواہش سوائے میرے نہیں ہے اور اُس کو کوئی حاجت
سوائے میرے کسی سے نہیں ہے جب ایسا ہو جائے تو میں اُسکی وحشت اور
ذلت دور کر دیتا ہوں اور اُسکے دل کو غنی کر دیتا ہوں اور اُسکو کسی کا محتاج نہیں کرتا
اور میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ کسی بندے کو میں مطمئن نہ کرونگا جب تک
کہ وہ خود اپنے کاموں پر نظر رکھیگا اگر سب کام میرے سپرد کر دے تو میں اُس کا
کفیل ہو جاؤنگا۔ اے داؤد میری معرفت کی خواہش کو کوتاہ نہ کر اس لئے کہ میرے
جلال و جمال کی انتہا نہیں ہے جس قدر تو زیادہ مانگتا رہیگا اُسی قدر زیادہ دیتا جاؤنگا
اُس زیادتی کی کوئی حد نہیں ہے اے داؤد بنی اسرائیل کو آگاہ کر دے کہ باہم میرے
اور میرے خلق کی کچھ نسبت نہیں ہے اسلئے چاہیئے کہ میرے ہی طرف رغبت کریں
اور مجھی کو چاہیں جب اُن کی خواہش اور رغبت کو میں جان لونگا کہ سوائے میرے دوسری
طرف نہیں ہے تو اُن کو وہ نعمتیں دونگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے

ہیں نہ کسی آدمی کے دل پر اُن کا خیال گذرا مجھہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھہ لے اور دل کی آنکھہ سے مجھے دیکھا کر اور ظاہر کی آنکھہ سے بھی اُن لوگوں کو نہ دیکھہ جن کے دلوں اور عقلوں پر میری طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے کہ جتنا التفات اُن کی طرف ہوگا اُتنا ہی میری طرف سے کم ہو جائیگا اے داؤد میرے بندوں کو میری رحمت سے نا اُمید نہ کر اور اپنی خواہشوں کو میرے لئے دور کر اِس لئے کہ جو اپنی خواہشوں پر پہونچے اُنکے دلوں سے میری مناجات کی حلاوت جاتی رہتی ہے میں دنیا اور اُس کی خوبیوں سے راضی نہیں ہوں اور اگر تو میری راہ پر چلا چاہتا ہے تو ہوا و ہوس کو ترک کر اور اُس کے ترک پر روزہ رکھنے سے مدد لے اور اپنی بھوکھ پیاس کو کسی پر ظاہر نہ کر اور ہمیشہ پیٹ بھر کھانے سے نفرت کریں اُسی روزہ دار کو دوست رکھتا ہوں جو ہمیشہ روزہ رکھا کرے اے داؤد اگر میری محبت رکھا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے دشمنی رکھہ اُسکی کوئی خواہش پوری نہ کر تب میں تجھکو دیکھونگا اور حجاب اپنا اُٹھا دونگا تجھہ کو چاہیے کہ ہمیشہ میری طاعت میں مصروف رہ اور میری عبادت میں اپنے آپ کو مشغول رکھہ اے داؤد اگر یہہ بدبخت لوگ جو مجھہ سے دور پڑے ہوے ہیں جان لیں کہ میں کیسا منتظر اُن کا ہوں اور کیسا اُن پر مہربان ہوں اور کیسا شوق مجھہ کو ہے کہ کسی طرح وہ گناہوں کو چھوڑیں اور میری طرف چلیں تو ضرور وہ لوگ مر جائیں اور میری اشتیاق و محبت کو جان کر اُنکے اعضا شوق و محبت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اے داؤد جب میرا حال اُن بدبختوں کے ساتھہ جو میری راہ پر نہیں چلتے یہ ہے تو کیسا حال میرا اُن لوگوں کے ساتھہ ہوگا جو کہ شوق میں ڈوبے ہوئے عشق میں بھرے ہو کر دنیا کو چھوڑے ہوے اپنے آپ کو بھولے ہوے دل و جان سے میری طرف دوڑتے

دوڑتے چلے آتے ہیں پس یہہ اخبار اور مثل اسکے ہزاروں نظائر ایسے ہین کہ جن سے محبت اور شوق اور اُنس کا ثبوت ہوتا ہے۔

بیان اللہ جلشانہ کی محبت کا جو بندہ کے ساتھ ہے۔

جاننا چاہیئے کہ آیات قرآنی اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت رکھتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (یحبھم ویحبونہ) ویا فرماتا ہے کہ (ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین) اور حدیث شریف مین آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اُس کو گناہ کچھہ ضرر نہیں کرتے اور جو گناہ سے توبہ کر لیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں پھر یہ آیة پڑھی کہ (ان اللہ یحب التوابین) کہ اللہ توبہ کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے اسکے یہہ معنی ہیں کہ جس سے محبت کرتا ہے اُسکو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق دیتا ہی جسکے سبب سے سب پچھلے گناہ کالعدم ہو جاتے ہیں اور اُن کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا۔ جس طرح پر کہ ایمان لانے سے کفر کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا اور اپنے محبت کے لئے اللہ جلشانہ نے بخشدینا گناہ کا شرط کر لیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم) الحاصل ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ جلشانہ کو اپنے بندے کے ساتھ محبت ہے اب معنی محبت کے جاننا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہ جس کو چاہتا ہے اُسکے دل سے پردہ اوٹھا دیتا ہے تاکہ وہ اپنے دل کی آنکھہ سے جمال الٰہی دیکھنے لگتا ہے اور جب اُسکو یہہ مرتبہ دیا چاہتا ہے تب اُسکو گناہوں سے باز رکھتا ہے اور دنیا کی شغل اُس سے چھڑا لیتا ہے اور اُس کے باطن کو دنیا کی کدورتوں سے پاک کر دیتا ہے اور اُسکے دل کے آئینے کا زنگ چھڑا دیتا ہی

اور پردہ دل کا اوٹھا دیتا ہے تاکہ وہ اپنے خدا کو دیکھنے لگتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ کیونکر معلوم ہو کہ اللہ اپنے کس بندے سے محبت رکھتا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ ہر ایک چیز نشانیوں سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح اللہ کی محبت کی نشانیاں ہیں جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت اللہ جلشانہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اُسکو بلائیں ڈالتا ہے اور اُس سے اُسکے اہل و مال کو جدا کر دیتا ہے اور اپنے سوا اوروں سے اُسکو متوحش کر دیتا ہے اور اُسکے اور غیر کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ آپ کوئی سواری کیوں نہیں رکھتے جواب دیا کہ اللہ جلشانہ مجھکو نہیں چھوڑتا کہ میں اُسکے سوا کسی دوسرے طرف توجہ کروں اور بعض علما نے کہا ہے کہ اگر تو دیکھے کہ اللہ جلشانہ تجھکو بلائیں ڈالتا ہے تو سمجھ لے کہ تجھکو صاف کیا چاہتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ جلشانہ کسی بندے کے ساتھ نیکی کیا چاہتا ہے تو اُسکو عیوب نفس پر بینا کر دیتا ہے کہ وہ نفس کے عیبوں کو دیکھا کرتا ہے پس یہہ علامتیں ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جلشانہ کو بندے سے محبت ہے اور جو شخص اللہ کا محبوب ہوگا وہ سوائے ایک غم کے دوسرا غم نرکھیگا دنیا کو دل سے برا جانیگا کسی چیز پر دل نہ لگاویگا سوائے اُسکے سب سے وحشت کریگا مناجات کی لذت سے ہمیشہ متلذذ رہیگا۔

بیان علامت محبت کا جس سے معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا سے محبت رکھتا ہے

جاننا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ ہر شخص کر بیٹھتا ہے اور اسکو بہت آسان جانتا

حالانکہ یہ دعوی تو بہت آسان ہے اور نباہ بہت مشکل ہے اس لیئے انسان کو چاہیئے کہ شیطان کے فریب میں اگر اس محبت کی لفظ پر مغرور نہ ہو جاوے اور اپنے آپ کو جب تک امتحان نہ کر لے تب تک اس دعوی میں سچا نہ جانے محبت وہ درخت ہے کہ جسکی جڑ زمین میں ہے اور ڈالیاں اُس کی آسمان پر اور پھل اسکے دل زبان اعضا میں ہیں اور دل اور اعضا میں محبت اس طرح پر معلوم ہو جاتی ہے جس طرح دہوئیں سے آگ اور پھل سے درخت معلوم ہو جاتا ہے منجملہ اُن نشانون کے ایک یہ ہے کہ ہمیشہ اُس کے ملنے کا مشتاق رہے اور یہہ ظاہر ہے کہ بغیر دنیا سے کوچ کرنے کے ملنا اُس کا غیر ممکن پس موت جو ذریعہ وصال اور باعث ارتحال دنیا سے ہے اُس شخص کے نزدیک محبوب ہو اسیواسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کا ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اُس کا ملنا چاہتا ہے اسی واسطے اللہ جل شانہ نے اپنی محبت کے لیئے شہادت کو شرط کر دیا ہے اور طلب شہادت علامت محبت رکھی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ صفا) پس جو شخص دل اور جان سے اپنے خدا سے محبت رکھتا ہوگا وہ سب سے زیادہ موت کو دوست رکھتا ہوگا ورنہ وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہوگا اور سچ ہے کہ محبت کا وہ مقام ہے کہ ہر شخص اُس تک نہیں پہونچ سکتا اور ہر شخص اپنے اس دعوی میں سچا نہیں ہوتا

این شعلہ چراغ ہر خسے نیست	وین رشتہ بدست ہر کسے نیست
چون برق نگہ بدل زند تاب	صد سینہ آتشین کند آب
سخت است بار دوری زیبا	بر کف دل و آگہی شکیبا
در عشق بجز گداختن نیست	این سوختن است ساختن است

درعشق چنین کراست یارا	این نشئہ بعاشقان گوارا
سوز دل و جوش عشق باید	اینہا ز فسردہ دل چہ آید
این بوالہوسان چہ بر فروزند	کافنند در آتش و نہ سوزند
خوش آنکہ براہ عشق جان داد	عشق است کہ جان باو توان داد
یغما گر شہر عافیت باش	درعشق قتیل بے دیت باش

لیکن ایک دوسرا سبب اور ہے جس سے باوجود محبت کے موت کو پسند نہیں کرتا وہ سبب یہہ ہے کہ بندہ ابتداے مقام محبت میں ہو اور ہنوز اپنے آپ کو لایق حضوری رب الارباب کے نہ سمجھتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ موت میں اسقدر تاخیر ہو کہ اپنے آپ کو طاعات اور عبادات سے اس لایق کرلیوں کہ اُسکے سامنے جاسکون اسلئے موت سے بہاگتا ہو تو یہ نفرت موت سے محبت کی کمی پر دلالت نہیں کرتی اسکی تمثیل یہہ ہے کہ کسی عاشق کو خبر پہونچے کہ اُسکا محبوب آتا ہے اور ہنوز اُسکا مکان لایق اُس کے محبوب کے آراستہ نہ ہو اور وہ یہ چاہے کہ ذرا محبوب کے آنے میں توقف ہو کہ میں مکان کو اُسکے لایق آراستہ کرلون اور سب اسباب تکلف کا اُسکے قابل مہیا کرلون اور سب شغلون سے اپنے آپ کو فارغ کر رکہون تو یہ خواہش اُسکی کمی محبت کے سبب سے نہیں ہے بلکہ عین محبت ہے۔

اللہ جلشانہ کی محبت کی نشانیان

اللہ کی محبت کی نشانیان یہ ہیں کہ بندہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ میں مشغول رکہے اور خواہشات نفسانی سے بچاوے اور سستی اور کاہلی عبادت میں نہ کرے

اور ہمیشہ اُسی کی طاعت میں مصروف رہے اور نوافل سے تقرب اور نزدیکی اُسکی چاہتا رہے اور ترقی درجات کا ہر وقت طالب رہے اور اپنی جان اور مال کو اُسکی راہ میں نثار کردے اور اپنی مرضی اُس کی مرضی پر چھوڑ دے اور سوائے اُسکے کسی کے ذکر سے چین نہ پاوے اور کسی کا خیال سوائے اُس کے اُس کے دل میں نہ رہے اُس کے شوق کی آگ کبھی نہ بجھے اُس کی نافرمانی کسی کام میں نہ کرے اُس کی طرف چلنے میں دیری نہ کرے اُس کی راہ پر چلنے والوں کو دوست رکھے جہاں اُس کا نام سنے جان و مال نثار کردے اگر ذکر کرے تو اُسی کا اگر فکر کرے تو اُسی کی شکوہ کرے تو اُسی سے شکر کرے تو اُسی کا حاجت رکھتا ہو تو اُسی سے مانگے مشکل پیش آوے تو اُسی سے مدد چاہے بلکہ محبت میں ایسا مستغرق ہو جاوے کہ نہ کچھ حاجت رکھے نہ کچھ سوال کرے نہ کچھ خواہش کرے جو اُسکی مرضی ہو اُسی پر اپنی خواہش چھوڑ دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؏

ارید وصاله و یرید هجری	فاترک ما ارید لما یرید

یعنی میں تو اُسکا ملنا چاہتا ہوں اور وہ میری جدائی میں بھی وہی چاہتا ہوں جو وہ چاہتا ہے غرض کہ ایسے رتبہ پر پہونچ جاوے کہ سوائے جاناں کے جان سے بھی سروکار اور سوائے دلدار کے دل سے بھی علاقہ نہ رکھے اُسکے پیچھے سب کو چھوڑ بیٹھے ؏

بسودائے جانان زجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ	چنان مست ساقی کہ می ریختہ
نہ اندیشہ از کس نہ رسوا شود	نہ قوت کہ یکدم شکیبا شود

نشاید بدار و دو اکر و شان الست از ازل همچنان شان گوش	که کس مطلع نیست بر درد شان بفریاد قالوا بلی در خروش

جب اس رتبہ پر پہونچ جائیگا تب اللہ جلشانہ اسی طرح پر اُسکو چاہنے لگیگا وہی اُسکا مددگار ہوجاویگا وہی اُس کا کفیل ہوگا وہی سب کام اُسکے کر دیا کریگا وہی سب حاجتیں اُسکی پوری کرتا رہیگا وہی اُس کے دشمنوں پر اُسکو ہمیشہ غالب رکھیگا۔ اور کوئی دشمن نفس اور شیطان سے بڑھکر نہیں ہے اس لئے کبھی اُس کو انکے ہاتھ میں نہ چھوڑیگا کیا جس کسی کو خدا اپنا محبوب کریگا اور پہر نفس و شیطان کے ہاتھ سے اُسکو ذلیل کریگا ہرگز نہیں چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (واللہ اعلم باعدائکم) کہ میں خوب تمہارے دشمنوں کو پہچانتا ہوں تم میرے ہوجاؤ میں اُن دشمنوں سے تم کو بچالونگا اور ہمیشہ انکو تمہارا مغلوب رکھونگا نہ نفس تم پر غالب ہوسکیگا نہ شیطان بلکہ وہ تم سے ایسے بھاگینگے جیسا مغلوب غالب سے بھاگتا ہے پیچھے پہر کر بھی وہ تم کو نہ دیکھ سکینگے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (یفر الشیطان من ظل عمر) شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔

گناہ منافی محبت ہے یا نہیں

اگرچہ گناہ کمال محبت کی منافی ہے لیکن اصل محبت کی منافی نہیں ہے یہ نہیں ہے کہ جو شخص گناہ کرے اُسکو خدا کی محبت نہو یا گناہ سے اصل محبت بالکل جاتی رہے مثال اسکی یہہ ہے کہ کوئی مریض ایسا نہیں ہے کہ جس کو صحت کی خواہش نہو اور پہر وہ بدپرہیزی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہہ بدپرہیزی مضر ہے تو یہہ بدپرہیزی اُسکی محبت کو

جو صحت سے باطل نہیں کرتی چنانچہ ایک شخص کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چند مرتبہ کسی گناہ کے سبب سے حد ماری گئی کسی شخص نے اُس پر لعنت کی اور کہا کہ بار بار حضور میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تعزیر کے لئے یہ شخص حاضر کیا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کر اسلئے کہ یہہ خدا کو اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ معصیت اور گناہ محبت کے کمال کو ناقص کر دیتے ہیں بہر حال محبت کے دعوی میں بڑا خطرہ ہے اسی لئے حضرت فضیل رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب کوئی پوچھے کہ تو خدا سے محبت رکھتا ہے تو چپ ہو جا اس لئے کہ اگر انکار کرے تو کفر ہو جاے اور اگر اقرار کرے اور حال تیرا عاشقوں کا سا نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ خدا تجھ سے دشمنی رکھے پس اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہمیشہ اُسکا ذکر کرے اور اُس کے ذکر سے محبت رکھے اور اُسکے قرآن مجید سے جو اُسکا کلام ہے محبت رکھے اور اُسکے رسول سے جو اُسکا محب اور محبوب ہے محبت رکھے بلکہ جس کسی شے یا شخص کو اُس سے علاقہ ہو اُس سے بھی محبت رکھے جیسا کہ مجنون کے حال میں لکھا ہے ؎

رای المجنون فی البیداء کلبا	فمد له من الاحسان ذیلا
فلاموه علی ما کان فیه	وقالوا لم مسست الکلب نیلا
فقال دعوا الملامة ان عینی	رائه مرة فی حی لیلا
بو الفضولے گفت ای مجنون خام	اینچه شیدا است اینکه می آری بدام
پوز سگ دایم پلیدی مے خورد	مقعد خود را بہ لب می استرد
عیبہاے سگ بسے او میشمرد	عیب دان از غیب او بوے نبرد

گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن	اندر آہنگ شبیہ از چشم من
کین طلسم بستۂ مولاست این	پاسبان کوچۂ لیلاست این

اور حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ جلشانہ کی محبت
کی علامت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے محبت رکھے اور قرآن مجید
سے محبت کی علامت یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے
اور اُن سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ اُنکی سنت سے محبت رکھے اور سنت
سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ آخرت سے محبت رکھے اور آخرت سے
محبت کی علامت یہ ہے کہ دُنیا سے عداوت رکھے اور اُس سے عداوت کی
علامت یہہ ہے کہ اُس میں دل نہ لگاوے اور سواے زاد اور توشہ کے اور بقدر
قوت لایموت کے کچھ اُس سے نہ لے اور خلوت سے اُنس رکھے اور اہل دُنیا
سے نہ ملے اور راتون کو اللہ جلشانہ سے مناجات کیا کرے اس طرح پر کہ وہ
کہتا ہو اور اُس کا خدا سنتا ہو اور کوئی تیسرا بیچ میں نہ ہو اور راتون کو تہجد میں اُسکا
کلام پڑہا کرے اور اُسکی کتاب کی تلاوت کیا کرے اور اُس میں وہ لطف پاوے کہ
گویا اُس سے باتین کر رہا ہے اور راتون کی تاریکیون کو اپنے وقت کی صفائی
کے لئے غنیمت جانے اس لئے کہ رات عاشقوں کیلئے پردہ دار ہے پس جو
شخص کہ راتوں کو سووے اور اپنے دل کو اور باتوں میں لگاوے اور اُس کے
مناجات کی لذت نہ پاوے اور اپنے محبوب کے ساتھ خلوت کو غنیمت نہ سمجھے
اور سواے اُسکے اور کوئی چیز اُسکے دل کو لذت اور اُسکے قلب کو فرحت بخشے تو کیونکر

وہ شخص محبت کے دعوے میں سچا ہوگا

ربط غیروں سے ہے اور ہم سے وفا چاہتے ہو

خود ہی سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ جس کسی نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر رات کو سو رہا وہ اپنی محبت میں جھوٹا ہے بھلا جو محب اپنے محبوب کا ملنا چاہیگا پھر وہ ملنے کے وقت سو رہے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جلشانہ سے عرض کی کہ الٰہی تو کہاں ہے میں تیری طرف قصد کروں حکم ہوا کہ اے موسیٰ تم قصد کر دیں موجود ہوں جسنے قصد کیا وہ مجھ تک پہونچا مولانائے معنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں

آن یکے اللہ می گفتی شبے
تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے

گفت شیطانش خمش ای سخت رو
چند گوئی آخر اے بسیار گو

این ہمہ اللہ گفتی از عتو
خود یکے اللہ را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیش تخت
چند اللہ میزنی با روئے سخت

او شکستہ دل شد و بنہاد سر
دید در خواب او خضر را در خضر

گفت ہین از ذکر چون وا ماندہ
چون پشیمانی ازان کش خواندہ

گفت لبیکم نمے آید جواب
زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب

گفت خضرش کہ خدا گفت این بمن
کہ برو با او بگو اے ممتحن

گفت آن اللہ تو لبیک ماست
این نیاز و سوز و دردت پیک ماست

نے ترا در کار من آوردہ ام
نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام

حیلہا و چارہ جو یہاے تو	جذب ما بود و کشاد آن پاے تو
ترس عشق تو کمند لطف ماست	زیر ہر یارب تو لبیک ہاست

پس جو شخص اللہ جلشانہ کی طرف چلتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ وہ بلایا گیا ہے اور جو شخص خدا کا ذکر کرتا ہے سمجھ لے کہ پہلے اُسکا ذکر ہو چکا ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے یقین کرنا چاہیئے کہ پہلے اُسکا نام پکارا گیا ہے جو کوئی خدا کی حضوری چاہتا ہے سوچنا چاہیئے کہ اُسکے لیئے پہلے دروازہ کھول دیا گیا ہے کوئی اللہ جلشانہ کی طلب نہیں کرتا جب تک کہ پہلے اُس کی طلب نہ ہوگئی ہو یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کو دوست رکھیگا ضرور اپنے نفس کو دشمن جانیگا اور یہ بھی کہا ہے کہ جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ اللہ جلشانہ کا محب نہیں ہے ایک یہ کہ خدا کے کلام کو خلق کے کلام پر پسند کرے اور خدا کے ملنے کو خلق کے ملنے سے بہتر جانے اور خدا کی عبادت کو خلق کی خدمت سے اچھا سمجھے اور اسکی محبت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جو کچھ اُسکا جاتا رہے اُسپر افسوس نہ کرے اگر افسوس کرے تو اُن ساعتوں کے جانے پر جو بغیر یاد اللہ جلشانہ کے گذری ہوں اس لیئے کہ ہر چیز کا عوض ممکن ہے مگر عمر عزیز کی ایک ساعت کا بھی عوض اس دنیا میں نہیں ہوا ہر ایک کے بدلے دوسری چیز سے کام نکل سکتا ہے لیکن جو وقت گذر جاے اُس کا معاوضہ کسی دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا ہے ۵

گر نباشد جامۂ اطلس ترا	کہنہ دلقی ساتر تن بس ترا
ور مزعفر نبودت با قند و مشک	خوش بود دوغ و پیاز و نان خشک
ور نباشد مشربہ از زر ناب	باکف خود می توانی خورد آب

ور نباشد دور باش از پیش و پس	دور باش نفرت خلق است و بس
ور نباشد مرکب زرین لگام	میتوان زد ہم بپاے خویش گام
ور نباشد خانہاے زرنگار	می توان کردن بسر در کنج غار
ور نباشد فرش ابریشم طراز	با حصیر کہنہ در مسجد بساز
ور نباشد شانۂ از بہر ریش	شانہ بتوان کرد از انگشت خویش
ہرچہ بینی در جہاں دارد عوض	در عوض گردد ترا حاصل غرض
بے عوض دانی چہ باشد در جہاں	عمر باشد عمر ت رآن بداں

اور غلبۂ محبت کی نشانی سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اگر کوئی ساعت اور کوئی لحظہ یاد الٰہی سے غفلت میں کٹے اور پھر اُس کو ہوش آوے تو اُس غفلت کی شکایت خدا ہی سے کرے اور اُسی سے اُس کا شکوہ اس طرح پر کرے کہ الٰہی یہ تو نے کیا کیا مجھے کیوں اپنی حضوری سے جدا کر دیا کیوں اپنا احسان مجھہ پر چھوڑ دیا کیوں اپنا ہاتھ مجھ سے اُٹھا لیا کیوں اپنی بارگاہ سے مجھے نکال دیا کیوں مجھکو سیر نفس میں مشغول کر دیا کیوں اپنا ذکر میری زبان سے لے لیا کیوں اپنی یاد کو میرے دل سے بھلا دیا کیوں مجھہ کو اپنی مجلس سے نکال دیا کیوں مجھہ کو شیطان کے ہاتھہ میں دے دیا میں اگر کاہل تھا تو مجھکو چست کر دیتا اگر غافل تھا تو مجھکو ہوش دے دیتا اگر میں شیطان کا مغلوب ہو گیا تھا تو مجھہ کو غالب کر دیتا کیا میں تیرا بندہ نہیں ہوں کیا مجھہ کو سواے تیرے دوسرے خدا نے بنایا ہے اگر غلام اپنی بدبختی سے آقا کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اُسکا زبردستی سے پکڑ بلاتا ہے ؎

اپنے در سے تو مت نکال ہمیں	یوں جو چاہے تو مار ڈال ہمیں

پس الٰہی تو نے مجھ کو کیوں اپنی بندگی سے آزاد کردیا اور کیوں اپنی غلامی سے مجھکو نکال دیا اگر میں کاہل ہوگیا تھا تو تیرے احسان کے غرور پر اگر میں غافل ہوگیا تھا تو تیری رحمت کے بھروسے پر ؎

چون مرا تو آفریدی کاہلی	ز خم خواری سست جنبی منبلی
کاہلم چون آفریدی ای ملی	روز و شب ہم زراہ کاہلی
برخوان پشت ریش بے مراد	بار اسپان و اشتران نتوان نہاد
کاہلم من سایہ خسپیم در وجود	خفتیم اندر سایۂ احسان وجود
کاہلان و سایہ خسپان را اگر	روزی نہادہ نوع دگر
ہر کرا پا نیست جو ید روزی	ہر کرا پا نیست کن دلسوزی

اس کہنے سے جو دل سے ہوتا ہے قلب کو رقت اور دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور یہی شکایت کفارہ غفلت ہے اور محبت کی نشانی یہ ہے کہ کبھی عبادت او سپر گران نہ ہو بلکہ طاعت کی لذت اور مناجات کا لطف اور ذکر کا شوق اُنکے دل کو ایسا کردے کہ وہ محنت راحت معلوم ہو اور اُس تکلیف میں اسکو فرحت حاصل ہو چنانچہ بعضوں نے لکھا ہے کہ اول بیس برس ہم نے شب بیداری کی تکلیف اُٹھائی تب بعد اُسکے بیس برس اُسکا مزا پایا اور ابتدا میں طاعت سے کسی قدر تکلیف ہوتی ہے لیکن آخر پر وہی تکلیف راحت ہو جاتی ہے اور کسی طرح پر دل طاعت سے سیر نہیں ہوتا ؎

پنج وقت آمد نماز رہنمون	عاشقانت را الصلوٰۃ دائمون
نے بہ پنج آرام گیرد آن خمار	راست گویم نے بصد نے صد ہزار

سخت مستسقی است جان صادقان	نیست زرغبًا وظیفہ عاشقان
خشک لب باشند وہم در آتشند	باوجود آنکہ دریا در کشند

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جس پر دنیا کی شہوتیں غالب
ہوجاتی ہیں اُس سے میں مناجات کی لذت لے لیتا ہوں ایک مرتبہ حضرت
ابراہیم ادہم نے ایک آواز سنی کہ ایک پکارنیوالا پکار رہا ہے کہ سب خطائیں
تمہاری معاف ہیں مگر ہم سے پھرے رہنا معاف ہے یہہ سنکر وہ ایسے
مدہوش ہوئے کہ ایک دن اور رات اُن کو ہوش نہ آیا اور محب کو چاہیئے
کہ ہمیشہ محبوب سے ڈرتا رہے کبھی مغرور نہ ہو اسلئے کہ اکثر غرور باعث
شقادت ہوجاتا ہے اور اللہ جلشانہ غرور کے سبب سے اپنی محبت اُس بندہ
کے دل سے نکال لیتا ہے اور بجائے محبت کے اُس سے دشمنی کرتا ہے
اور نشانی اِس کی یہ ہے کہ وہ بندہ دوسرے سے محبت کرنے لگتا ہے اور
خدا کے ذکر سے اُسکا دل خوش نہیں ہوتا اور نیک کاموں کی توفیق اُسکو نہیں
ہوتی اور عبادت وطاعت سے اُس کا دل نہیں کھلتا اور ذکر وفکر سے اُسکو لذت
نہیں ہوتی یہ نشانیاں اللہ جلشانہ کی دشمنی کی ہیں اس لئے بزرگوں نے لکھا ہے
کہ جس کسی نے خدا کی عبادت فقط محبت سے کی اور ڈر اور خوف چھوڑ دیا وہ ہلاک
ہوا اور جس نے فقط خوف سے عبادت کی اور محبت نہ رکھی وہ اُس سے جدا
ہوگیا اور جس نے محبت اور خوف دونوں کو پیش نظر رکھکر عبادت کی وہ خدا کا محبوب
ہوگیا جو محب ہو چاہیئے کہ وہ خوف سے خالی نہ ہو اور جو خائف ہو چاہیئے کہ
محبت سے باہر نہ ہو ہاں جب محبت غالب ہوجاتی ہے اور دل کو گھیر لیتی ہے

اور وہ مرتبہ عشق پر پہونچ جاتا ہے اُس کو کچھ خوف نہیں رہتا مگر یہہ طاقت بشری سے باہر ہے اور ایسا عاشق بشریت کے مرتبے سے گذر جاتا ہی جب تک بشریت ہی تب تک خوف لازم ہے چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ کسی ابدال نے کسی صدیق سے سوال کیا کہ میرے لئے اللہ جلشانہ سے عرض کرو کہ مجھکو ذرہ معرفت عطا کرے اُس نے دُعا کی اور خدا نے قبول کی اوس ابدال کا یہہ حال ہو گیا کہ عقل جاتی رہی ہوش باقی نہ رہے دیوانہ ہو گیا حیران و پریشان دیوانوں کی طرح بکتا جھکتا سات دن پھرتا رہا نہ وہ کسی چیز کو جانے نہ کوئی اُس کو پہچانے تب اُس صدیق نے دعا کی کہ آلٰہی جو تو نے معرفت اپنے بقدر ذرہ کے اِس کو دی ہے اُس سے کچھ کم کردے وحی ہوئی کہ اے صدیق ہم نے ایک ذرہ معرفت کے سو ہزار حصے کئے تھے ایک حصہ اُسکو دیا تھا اس لئے کہ جس روز اُس نے ہماری معرفت کا سوال کیا سو ہزار بندے اور اُسی ذرہ معرفت کے سایل تھے جب تو نے اِس شخص کی سفارش کی ہیں نے سب کی دعائیں قبول کیں اور اُسی ذرہ معرفت کو اُن سو ہزار آدمیوں پر بانٹ دیا تب اُس صدیق نے متحیر ہو کر عرض کی کہ یا احکم الحاکمین تیرے اسرار کو کون جان سکتا ہی جسقدر تو نے اُسکو معرفت دی ہی اُسکو اسقدر کم کردے کہ وہ آدمی بن جاے اور اُس کا دل ٹھہر جاے غرض کہ اُس جزو معرفت کی جو اُسکو دی گئی تھی دس ہزار حصے کئے گئے اور صرف ایک حصہ باقی رکھا اور حصے خدا نے اُسکے دل سے لے لئے تب اُسکا حال درجہ اعتدال پر آیا اور اُس کا دل ٹھہرا اور خوف اور رجاء اور محبت نے اُسکے دل میں جگہہ کی اور مثل اور عارفین کے ہو گیا اور جو لوگ کہ معرفت کے درجے پر پہونچ جاتے ہیں اُنکو اجازت نہیں ہے کہ جو چیز اُن پر ظاہر ہو جاوے

اُسکو اُس پر کھولیں کہ جو محرم اُسکا نہیں ہے ہمیشہ اغیار سے اسرار کا چھپانا چاہیئے ورنہ عالم خراب ہو جاوے دنیا برباد ہو جاوے اس لئے کہ غفلت باعث عمارت دنیا ہے یہانتک لکھا ہے کہ اگر سب آدمی چالیس دن حلال کھاویں سب دنیا برباد ہو جاوے بازار بند ہو جائیں تجارت چھوٹ جاوے کوئی کام نہ چلے بلکہ اگر صرف علماء حلال کھائیں تو علم کا رواج جاتا رہے اس لئے کہ اُن کو اپنے نفس کے تزکیہ اور اپنے باطن کے تصفیہ سے فرصت تقریر اور تحریر کی کہاں ملے کہ وہ ترویج علوم کی طرف متوجہ ہوں بہرحال یہ اسرار الٰہی ہیں کہ جن کو کوئی نہیں جان سکتا اور جو جانتے ہیں اُن کو اجازت افشار کی نہیں ہے ؎

اگر سالکے محرم راز گشت	بہ بندند بروے در باز گشت
کسے را درین بزم ساغر دہند	کہ دارو بے ہوشیش در دہند
کسے رہ سوے گنج قارون نبرد	وگر برد رہ باز بیرون نبرد

اور منجملہ نشانیوں محبت کے چھپانا محبت کا ہے کہ محبت کو ظاہر نہ کرے اور دعوی سے پرہیز کرے اور شوق و ذوق کے اظہار سے اپنے آپ کو بچاوے اور ہر وقت محبوب کے جلال اور ہیبت پر نظر کرکے بہ نظر اُس کی تعظیم کے دعوے محبت سے ڈرتا رہے اور چونکہ محبت ایک سر اسرار حبیب ہے اس لئے ہمیشہ غیرت رکھے کہ دوسرے پر وہ راز ظاہر نہ ہو جاوے کما قیل ؎

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندھم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دھم

ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محب محبت کے نشہ میں ایسا سرشار ہو جاتا ہے

کہ اسکو ہوش و حواس نہیں رہتے پس اگر ایسی حالت میں اُس سے اظہار محبت ہو جائے
تو وہ معذور ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے سینے سے ایسی آگ بھڑکتی ہے کہ اُس کا
شعلہ چھپائے سے چھپ نہیں سکتا اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ اکثر آدمی اللہ
جلشانہ سے دور ہو جاتے ہیں جو کہ زیادہ تصنع کرتے ہیں اور اُسکی محبت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری نے ایک شخص کو جو کہ اکثر محبت کی باتیں کیا
کرتا تھا درد میں مبتلا پایا حضرت ذوالنون نے کہا کہ جو شخص اُسکے مار کا دکھ پائے وہ اُس
سے محبت نہیں رکھتا اُس شخص نے کہا درست ہے لیکن میرا یہ قول ہے کہ جو شخص اُسکی
مار کی لذت نہین پاتا وہ اُسکو نہیں چاہتا پھر حضرت ذوالنون نے کہا کہ سن جو شخص
اپنے آپ کو اُس کی محبت میں مشتہر کیا چاہتا ہے وہ اُسکو نہیں چاہتا تب اُس شخص نے
کہا کہ استغفر اللہ واتوب الیہ اگر کوئی کہے کہ محبت منتہا سے مقامات اور عمدہ ترین درجات
سے ہے پس اُسکا اظہار اظہار خیر ہے پھر کیوں اُسکا چھپانا چاہیئے جواب اُسکا یہہ ہے
کہ محبت بیشک اعلیٰ ترین مقامات سے ہے اور اُسکا ظاہر ہی اچھا ہے لیکن بے
تکلف ظاہر کرنا اُس کا بُرا ہے اور جب محبت ہو گی تو محب کو اُسکے اظہار کی ضرورت
اور خواہش نہ رہیگی اس لئے کہ اُسکے اصلی غرض یہ ہو گی کہ فقط محبوب اُسکا اس کے
حال پر مطلع ہو اور وہی اُس کے افعال اور احوال سے واقف ہو جب اُس نے دوسرے
کو مطلع کرنا چاہا تو یہ ارادہ اُسکا درحقیقت شرک فی المحبت ہے جیسا کہ انجیل میں آیا ہے
کہ جب تو صدقہ کرے تو اس طرح پر کر کہ تیرے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ تیرے دہنے ہاتھ
نے کیا کیا اور جب تو روزہ رکھے تو اپنے منھہ کو دھو اور اپنے سر میں تیل لگا تاکہ سوائے تیرے

پروردگار کے کوئی نہ جانے کہ تو نے روزہ رکھا ہے پس قول و فعل کا اظہار کرنا بُرا ہے مگر جب کہ غلبہ محبت میں اور حالت سکر میں زبان سے کچھ نکل جاوے تو معذور ہے۔

اُنس کے معنی کا بیان

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُنس اور خوف اور شوق آثار محبت سے ہیں لیکن یہہ آثار مختلف ہیں جب کہ دل کی رغبت کسی امر پوشیدہ کی طرف ہو کہ جو اب تک نہ ملا ہو اُس کو شوق کہتے ہیں اور اگر مل گیا ہو اور مشاہدہ اُسکا ہو چکا ہو اُس سے جو فرحت دل کو ہو اُس کو اُنس کہتے ہیں اور اگر دل کو بہ نظر اُس کے استغنا اور بے پروائی کے خیال جدائی کا ہو اُس خیال سے جو درد ہو اُسکو خوف کہتے ہیں پس اُنس کے معنی یہہ ہوے کہ بسبب دیکھنے جمال محبوب کے دل کا خوش ہونا اور جب کسی کو اللہ جلشانہ سے اُنس ہوگا اُسکو ضرور غیروں سے وحشت ہوگی اُنس باللہ اور توحش من غیر اللہ لازم و ملزوم ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ جلشانہ نے باتیں کیں بہت مدت تک اُنکی یہہ حالت رہی کہ کسی کی بات نہ سنتے تھے اور غشی کی حالت میں رہتے تھے اِس لئے کہ محبوب کے کلام کی شیرینی نے اور اُسکے ذکر کے مزے نے دل سے ساری حلاوتیں اُٹھا لیں حضرت رابعہ بصری سے کسی نے پوچھا کہ تم کو یہہ مرتبہ کیونکر ملا جواب دیا کہ اِس سبب سے کہ میں نے اُن لوگوں کو چھوڑا جو میرے کسی کام میں نہیں آسکتے اور اُس سے اُنس کیا جو کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا عبدالواحد ابن زید کہتے ہیں کہ میرا گذر ایک راہب تک ہوا میں اُسکو میں نے تنہا خلوت میں دیکھکر پوچھا کہ کبھی تیرا دل نہیں گھبراتا اُس نے کہا کہ اگر تم اِس وحدت اور خلوت کی حلاوت چکھو تو اپنے نفس سے بھی وحشت کرنے لگو وحدت

ہی اصل عبادت ہے تب میں نے پوچھا کہ ادنیٰ فائدہ وحدت کا کیا ہے جواب دیا کہ ادنیٰ راحت یہ ہے کہ آدمیوں کی مدارات نہیں کرنی پڑتی اور اُن کے شر سے نجات ملتی ہے پھر میں نے کہا کہ یہ حلاوت کس کو نصیب ہوتی ہے جواب دیا کہ اُس کو جو کہ محبت میں صاف ہو جاوے اور معاملہ اُسکا خالص ہو جاوے پھر میں نے پوچھا کہ محبت کی صفائی اور معاملہ کا خلوص کب ہوتا ہے جواب دیا کہ جب سب غم مل کر ایک ہی ہو جائیں یعنی کوئی غم سوائے غم فراق کے نہ رہے اور سب خواہشیں دل کی جاتی رہیں اور ایک خواہش محبوب کی رہ جاوے نہ دوسرا غم اُسکو رہے کہ دل کو پریشان کرے نہ دوسرا محبوب ہو کہ جو دل کو اصلی محبوب کی محبت سے کسی وقت جدا کرے اگر کوئی پوچھے کہ اُنس کی علامت کیا ہے جواب اُسکا یہ ہے کہ خاص علامت اُنس کی یہ ہے کہ خلق کی صحبت سے دل اُسکا تنگ ہو اور لوگوں کے ملنے سے نفرت کرے اور سوائے ذکر الٰہی کے اور باتوں سے دل اُسکا گھبراے اور یہہ حال اُسکا ہو جاوے کہ صحبت میں خلوت اور خلوت میں صحبت اور سفر میں مقام اور مقام میں سفر اور غیبت میں حضوری اور حضوری میں غیبت معلوم ہو تن سے غیروں کے پاس ہو اور دل سے اپنے یار کے پاس زبان سے اوروں سے باتیں کرتا ہو اور دل میں اپنے محبوب سے ہمکلام ہو۔

بیان اُس ناز و نیاز کا جو غلبہ اُنس میں ہوتا ہے

جاننا چاہیئے کہ جب اُنس کو دوام اور استحکام ہو جاتا ہے اور قلق شوق کی تشویش مٹ جاتی ہے اور تغیر اور حجاب کا خوف باقی نہیں رہتا اور دل اُنس ہر

ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی طرح کا خطرہ اور اندیشہ مفارقت کا باقی نہیں رہتا تب افعال
اور اقوال اور مناجات میں ایسا انبساط ہوتا ہے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا وہ اقوال
اور افعال ظاہر میں ایسے بُرے ہوتے ہیں کہ اگر دوسرا شخص بنا کر کہے تو وہ ہلاک
ہو جاوے وہی اقوال اور افعال جو بسبب کمال اُنس کے وہ شخص کہتا ہے جو حضور ی
کا مرتبہ پا کر نڈر ہو گیا ہو اور جس کو اُسکا محبوب نہایت لطف سے سنتا ہے اور اچھا
جانتا ہے اور اُس کو غلبۂ اُنس میں مرفوع القلم کر دیتا ہے کوئی دوسرا شخص بنا کر کہے
تو اُس کو کافر کہکر نکال دیتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ
حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سات برس تک پانی
نہ برسا اور تمام ملک میں قحط عظیم ہوا گھانس تک زمین سے نہ اُگی ایک قطرہ بھی آسمان
سے نہ گرا تب اللہ جلشانہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ استسقا یعنی پانی برسنے
کی دعا کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام ۷ ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر دعا کیلئے
نکلے سبھوں نے دعا کی کسی کی خدا نے نہ سُنی آخر حضرت موسیٰ پر وحی کی کہ ان کی
دعائیں میں کیونکر قبول کروں گناہوں نے ان کے دلوں کو تاریک کر رکھا ہے۔
نافرمانیوں نے ان کی طبیعتوں کو مکدر کر دیا ہے مجھ سے مانگتے ہیں اور یقین نہیں
رکھتے مجھے بُرا کہتے ہیں اور میرا خوف نہیں کرتے اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میں
ان لوگوں کی دعا قبول کروں تو جاؤ اور ایک بندہ کو جو خاص ہمارے بندوں میں سے
جسکا نام برخ ہے لے آؤ وہ دعا کرے میں قبول کروں حضرت موسیٰ نے کہا کہ الٰہی
وہ کہاں ہے جواب ملا کہ ہم نہ بتلائینگے ڈھونڈہ لو چنانچہ حضرت موسیٰ ڈھونڈھتے پھرے
ایک روز راہ میں ایک غلام سیہ فام ملا کہ جس کے چہرے سے نور محبت چمک رہا تھا

اور حضرت موسیٰ نے بہ نور آلہی اُس کو پہچان لیا اور سلام کرکے کہا کہ ع

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم

آپ کا کیا نام ہے کہا کہ مجھے برخ کہتے ہیں حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ ہی وہ ہیں کہ جنکی تلاش میں ہم مدت سے حیران و سرگردان پھر رہے ہیں اُس نے پوچھا کہ مجھ سے تم کو کیا کام ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ چلیئے اور اپنے پروردگار سے کہکر پانی برسائیے وہ سنکر حضرت موسیٰ کے ساتھ چلے اور ذوق شوق میں آکر اِس طرح پر کہنے لگے کہ آلہی تیرا تو آگے یہہ حال نہ تھا اور یہ کام تیرے نہ تھے تیری ذات سے اور تیرے حلم سے بہت بعید ہے کیوں اتنی مدت سے تو نے پانی بند کر دیا اور اِن بندوں کو آفت قحط میں مبتلا کیا آخر سبب اِسکا کیا ہے سب چلا رہے ہیں اور تو کسی کی نہیں سنتا سب مر رہے ہیں اور تو آنکھ اُٹھا کر کسی کو نہیں دیکھتا ایسی بھی بے پروائی کس کام کی ؎

ہیں اور صد ہزار نواے جگر خراش
تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں

آلہی مجھ سے تو کہہ کیا تیرے چشمے سوکھ گئے یا ہوا تیرے کہنے سے نکل گئی یا جو کچھ تیرے پاس تھا وہ تمام ہو چکا یا پانی کے خزانے سوکھ گئے یا تو نے سخاوت سے ہاتھ کھینچ لیا اِس قدر بھی غصہ کس کام کا کہ جس سے تمام خلقت ہلاک ہوئی جاتی ہے آخر یہہ گنہگار ہیں تو کیا غفار نہیں ہے اگر ایسے ہی گنہگاروں پر خفگی تھی تو اپنا نام غفار کیوں رکھا تھا تو ہی کہتا ہے کہ میں نے گناہ کے پیدا کرنے سے پہلے رحمت کو پیدا کیا ہے اب وہ رحمت تیری کہان گئی ہم کو تو یہہ حکم ہے کہ سب سے بہ نرمی و مہربانی پیش آؤ اور خود اِس قدر غصہ ہے آلہی مجھے یہ بتلا دے کہ کیا کسی نے تجھ کو رحمت سے روک لیا ہے یا کسی نے تیرا ہاتھ پکڑ لیا ہے کیا تجھے کسیکا خوف ہے یا تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہ وقت گذر جائے اور

میں اپنا بدلا گنہگاروں سے نہ لے سکوں ایسی ہی عقوبت میں تعجیل کیا ہے آلہی تو بڑا ہے بڑوں کو چھوٹوں کی برائیوں پر نظر نہ کرنی چاہیے تو اپنی ذات کی طرف دیکھہ ان کم بخت گنہگاروں بدبخت خطاکاروں کی طرف خیال کرتا ہے اگر انہوں نے گناہ کیے تو تیرا کیا بگاڑا تیری خدائی میں اِنکے گناہ سے کچھہ خلل آگیا تیری شان وشوکت اُن سے کچھہ گھٹ گئی آلہی اب دیر نہ کر جلد پانی برسا دے نہیں تو اور کچھہ کہونگا برخ یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اس زور سے پانی برسا کہ تمام بنی اسرائیل دنگ ہوکر رہ گئے اور آدھے دن میں گھانس زمین پر جم آئی جب برخ نے اپنی آنکھ سے دیکھہ لیا کہ زمین سبز ہوگئی تب چلے اور کہا کہ ہاں اب تم نے اپنی خدائی کا سا کام کیا خدا کو ایسا ہی کرنا چاہیے یہ کہکر برخ چل دیا حضرت موسیٰ اُس کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ سے کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم نے دیکھا کیسا اڑ جھگڑ کر ہمنے اپنے خدا سے پانی برسا لیا دیکھو کیسا منصف خدا ہے قایل ہوگیا یہہ سنکر حضرت موسیٰ کو جلال آیا اور چاہا کہ اُسکو اس بے ادبی اور گستاخی پر ماریں خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خبردار اے موسیٰ کیا کرتا ہے اِس دیوانے کو جانے دے اسکی دیوانی باتوں پر خیال نہ کر یہ تو دن بھر میں کئی دفعہ مجھہ کو ہنسا دیا کرتا ہے تجھے اپنے کام سے کام تھا وہ ہوگیا تجھ کو اسکی باتوں سے کیا کام ہے ایسے ہیں کہ جن کو ہم جانتے ہیں اور ہمارے خاص بندے غیروں کو بیچ میں بولنے کی مجال نہیں ہے ۵

موسیان آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
گر خطا گوید و را خاطی مگو	چون بود پر خون شہیدان را مشو
خون شہید ترا تر آب اولی تر است	این خطا از صد صواب اولی تر است

اور حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ میں آگ لگی سب کے چھپر جل گئے اُن چھپروں کے بیچ میں ایک شخص کا چھپر اُس میں سے رہ گیا حضرت ابو موسٰی نے جو امیر بصرہ کے تھے اُس شخص کو جسکا چھپر نہ جلا تھا بلاکر پوچھا کہ تیرا چھپر کیوں نہیں جلا اُس نے جواب دیا کہ میں نے خدا کو قسم دے دی تھی کہ میرا چھپر نہ جلائیو ابو موسٰی نے فرمایا کہ سچ ہے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہونگے کہ جن کے سر گرد سے آلودہ اور کپڑے اُنکے میلے ہونگے جب خدا کو کسی بات پر قسم دلائینگے وہ مان لیگا اور لکھا ہے کہ ایک روز ابو حفص چلے جاتے تھے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدحواس پھر رہا ہے پوچھا کہ کیوں اس طرح پھرتا ہے جواب دیا کہ میرا ایک گدہا تھا وہ جاتا رہا اور سوائے اُسکے میرے پاس دوسرا نہیں ہے ابو حفص کھڑے ہو گئے اور یہہ کہنے لگے کہ الٰہی تیرے ہی عزت کی مجھکو قسم ہے کہ ایک قدم آگے نہ چلونگا جب تک تو اِسکا گدہا اسکو نہ دلا دیگا اُسی وقت اُس کا گدہا آگیا اور ابو حفص آگے چل دیئے پس یہ حکایات اور مثل اسکے اور بہت ہیں جو کہ ارباب اُنس کہہ سکتے ہیں اور سوائے اُنکے اوروں کو تشبہ حرام ہے پس یہہ ناز و نیاز بعض بندوں کو دیا جاتا ہے نہ سب کو حضرت موسٰی بھی ایک مرتبہ اُنس کے مزہ میں آکر کہنے لگے (ان ھی الا فتنتك تضل بها من تشاء وتهدی من تشاء) کہ یہ سب تیرا فتنہ ہے جس کو چاہے تو گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت کرے اور یہی کلام سوائے موسٰی کے اگر اور کوئی کہے تو سوء ادب ہے۔

رضا کے معنی کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اللہ کے قضا پر راضی ہونا محبت کے پہلوں سے عمدہ پہل ہے
اور رضا اعلیٰ ترین مقامات مقربین سے ہے اور اُس کی بزرگی آیات سے ثابت ہے
جیسا کہ فرماتا ہے (رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ) اور حدیث میں آیا
ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ اصحاب سے پوچھا کہ تم
لوگ کون ہو جواب دیا کہ مومن ہیں آپ نے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے
جواب دیا کہ بلا پر صبر کرتے ہیں نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اُس کی قضا پر راضی ہیں حضرت
نے فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی تمہیں مومن ہو اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی تھوڑی رزق پر خدا سے راضی رہے خدا بھی اُس سے
تھوڑے عمل پر راضی ہوگا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن
ہوگا تب ایک گروہ کو میری اُمت سے اللہ جلشانہ پر عطا کریگا جس کے سبب سے
وہ اپنی قبروں سے اُتر کر جنت کو چلے جائینگے وہیں سیر کرینگے اور جہاں چاہیں گے
سیر کرتے پھرینگے فرشتے اُن سے پوچھیں گے تمہارا حساب ہو چکا وہ کہیں گے ہم
حساب کچھ نہیں جانتے تب فرشتے کہیں گے تم پل صراط سے اُتر آئے وہ جواب دینگے
کہ ہم نے پل صراط کو دیکھا بھی نہیں تب وہ کہیں گے تم نے جہنم کو دیکھا وہ کہیں گے
ہم نے کچھ نہیں دیکھا تب فرشتے کہیں گے تم کس نبی کی امت ہو وہ جواب دینگے
کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہیں تب فرشتے کہیں گے کہ ہم
تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتے ہیں کہ ہم کو بتلا دو تم دنیا میں کیا کیا کرتے تھے وہ جواب دینگے

کہ ہم وہ کام کرتے تھے جس نے ہم کو بفضل الٰہی اس مرتبے پر پہونچایا فرشتے کہیں گے
وہ دو کام کیا تھے وہ جواب دینگے کہ جب ہم تنہا ہوتے تھے تو ہم خدا سے حیا کرتے تھو
اور اُسکا گناہ نہ کرتے تھے اور جو کچھ تھوڑا بہت ہماری قسمت میں لکھہ دیا تھا اُسی پہ
ہم راضی رہتے تھے تب فرشتے کہیں گے تمہارا یہی حق تہا جو تمہارے ساتھ
کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت
موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے پوچھو کہ کون سے کام ہم کرین
جن سے وہ ہم سے راضی رہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ الٰہی تو نے سُنا
بنی اسرائیل کیا کہتے ہیں جواب ہوا کہ اے موسیٰ اُن سے کہدو کہ وہ مجھ سے راضی
رہیں میں اُن سے راضی رہونگا اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہوں
کہ کوئی معبود سوای میری نہیں ہے جو شخص میری بلاؤں پر صبر اور میری نعمتوں پر شکر
نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ رہے اُس کو چاہیئے کہ سوائے میرے دوسرا
رب تلاش کرے اور اخبار میں آیا ہے کہ پچھلے انبیاء میں سے ایک نبی نے اللہ جلشانہ
سے بہو کہہ اور فقر اور کٹہمل کی شکایت دس برس تک کی خدا نے کچھہ جواب نہ دیا بعد
دس برس کے وحی کی کہ ام الکتاب میں قبل پیدا کرنے آسمانوں اور زمینوں کے میں یہ لکھہ
چکا تھا اور تیرے لئے یہہ حکم ہو چکا تھا اب تو چاہتا ہے کہ تیرے لئے میں خلق دنیا کو بدل دوں جو میں نے
تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اسکو بدل دوں کیا تیری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم سمجھوں کیا وہی کروں
جو تو چاہتا ہے قسم ہے مجھہ کو اپنے عزت و جلال کی کہ اگر اب ایک مرتبہ بھی کبھی یہہ
خیال تیرے دل میں آیا تو دفتر نبوت سے تیرا نام نکال دونگا اور عبد العزیز ابن ابی رواد
کہتے ہیں کہ جو کی روٹی اور سرکہ کے کہانے سے کچھہ نہیں ہوتا کمبل اور بالوں کے سینے سے

کچھ کام نہیں نکلتا بڑے درجے کے لوگ وہ ہیں جو اپنے خدا کی قضا پر راضی رہتے ہیں۔

رضا کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے افعال کو اچھا جانتا ہے اور اُس کے سب کاموں پر راضی رہتا ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے ایک اس طرح کہ کسی درد کا دُکھ اُس کو معلوم ہی نہ ہو اور محبت کا غلبہ اُس درد کا اثر باطل کر دے مثلاً زخم لگے اور اُسکی تکلیف اُسکو نہ ہو اور یہہ کچھ عجب نہیں ہے اسلئے کہ دل اُسکا محبت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ ہرگز اُسکو ہوش نہیں رہتا کہ کیا اُسپر ہو رہا ہے اور جب کسی عاشق کو اُسکا محبوب کچھہ تکلیف دے تو وہ فعل محبوب سمجھکر اس میں ایک عجیب لذت پاتا ہے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ لکھا ہے کہ ایک عورت کے پاؤں میں ٹھوکر لگی اُس کا ناخن ٹوٹ گیا وہ ہنسی لوگوں نے پوچھا کہ کیا تجھے اسکا درد نہیں ہوا جواب دیا کہ ثواب کی لذت نے میرے دل سے درد کی تکلیف دور کر دی حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ بیماری میں اپنی دوا نہ کرتے تھے لوگوں نے پوچھا سبب اِسکا کیا ہے کہا کہ اے دوست محبوب کی مار بھی پیار ہے اور دوسری وجہہ یہہ ہے کہ تکلیف کا درد تو ہو لیکن اُس پر راضی رہے اگرچہ بمقتضائے طبیعت اُسکو بُرا سمجھے لیکن بمقتضائے محبت اُسکو اچھا جانے جس طرح بیمار انسان فصد کو بُرا جانتا ہے مگر صحت کے لئے بمقتضائے عقل اُسکو اچھا سمجھتا ہے تاجر بامید منفعت سفر کی مشقت کو قبول کرتا ہے اسی طرح پر جو شخص اللہ تعالیٰ سے

محبت رکھتا ہے وہ اُسکی سب بلاؤن کو اچھا جانتا ہے اور اُس پر راضی رہتا ہے اور اُسکے ثواب کی اُمید اُس تکلیف کو راحت کر دیتی ہے اور اُس بلا پر شاکر رہتا ہے یہ حال اُس کا ہے جو ثواب اور احسان اور نعمتوں پر لحاظ رکھتا ہے اور اُس سے بڑھکر درجے میں وہ شخص ہے جو سواے محبوب کی نعمت اور ثواب کا خیال نہیں رکھتا صرف محبوب کو اپنا مطلوب جانتا ہے اگر ہزار نعمتیں دے یا ہزار مصیبتیں دونو کو برابر جانتا ہے اور محبت اُسکی ایکسان رہتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے۔

حکایت

اللہ جلشانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال اور مویشی بہت دیئے اور وہ شب و روز اُسکا شکر کیا کرتے تھے اور اُسکی عبادت میں شب و روز بسر کرتے فرشتون نے یہ حال دیکھکر خیال کیا ٥

کین ہمہ جد و جہد دمبدمش	نیست جز در مقابل نعمش
عشق نعمت ز دوست رہ بردی	عشق منعم نہ بردہ سوئیش پی
نیست از عشق ذات شیدائی	عشق فعل است وان نہ اسمائی

اللہ جلشانہ نے ملائکہ کے اِس گمان پر آگاہ ہو کر چاہا کہ اپنے خلیل ابراہیم کو اِس الزام سے پاک کرے اور ملائکہ پر ثابت کر دے کہ یہہ عاشق ذات ہے نہ عاشق نعمت اِس لئے ملائکہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور امتحان لو چنانچہ ملائکہ نے یہ سنکر ٥

خلعت از صورت بشر کردند	سبحہ گویان برو گذر کردند
بانگ تسبیح و نعرہ تہلیل	بر گرفتند در جوار خلیل

زان نوای صدای جان افزا — عقل و هوش خلیل رفت از جا
نام جانان شنید و جان افشاند — آستین بر همه جهان افشاند
ای خوش آن نغمهای درد آمیز — که بود ذوق بخش و شور انگیز
برکند عقل را از بیخ و ز بن — نو کند درد درونه عشق کهن
چون شدند آن گروه سبحه سرا — خامش از سبحه های هوش ربا
با خود آمد خلیل و داد آواز — کین نوا را ز سر کنید آغاز
جان من از سماع نا شده سیر — بر خموشی چرا شدید دلیر
حالت صوفیان نگشته تمام — بر مغنی بود سکوت حرام
نیست در مذهب مسلمانی — جز با تمام ذبح قربانی
قدسیان گوهر ادب سفتند — در جواب خلیل حق گفتند
تا که این ذکر رایگان گوئیم — کار کردیم مزد آن جوئیم
زانچه دارم ز مال گفت عقار — می کنم بر شما دو دانگ نثار
بار دیگر کنید بهر خدا — این نوای طرب فزای ادا
به بیان بلیغ و لفظ فصیح — برگرفتند قدسیان تسبیح
بانگ قدوس نعره سبوح — شد براهیم را مهیج روح
دل و جانش در اهتزاز آمد — وجد و حال گذشته باز آمد
قدسیان باز لب فرو بستند — زان صدای خموش بنشستند
بانگ برداشت آن ستوده سیر — که فدا می کنم دو دانگ دگر
سبحه خوانان مزد جوی شدند — مزد دیدند و سبحه گوی شدند

ہاے ہوے فگند در ملکوت ذکر ذوالکبریاے والجبروت
چون دگر بار زمرہ ملکوت بر لب خود زدند مہر سکوت
تا کہ شوق برگرفت خلیل کانچہ دارم من از کثیر و قلیل
جملہ را می کنم فداے شما تا زہم نگسلد نداے شما
تشنہ شنید زین سرود خموش کہ شدم در سماع آن ہمہ گوش
باز آغاز آن ندا کردند ورد تسبیح خود ادا کردند
شد خلیل از نواے ایشان مست داد یکبارگی عنان از دست
ہر چہ بودش ز ملک و مال پسند جملہ در پاے مطربان افگند
ز آتش امتحان چو ابراہیم خالص آمد چو زر ناب سلیم
قدسیان پیش او شدند عیان کہ رسولیم از خداے جہان
آدمی نیستیم با ملکیم نقد پنہانئے ترا محکیم
آمدہ بہر امتحان تو ایم ناقد مخزن نہان تو ایم
للہ الحمد کامدی بہ شمار چون زر دہ دہی تمام عیار
تو خلیلی و در تو عشق خدا مشتعل شدہ ز سر تا پا
چون دلت از خداے نشکیبد تاج خلعت ترا ہمی زیبد

بشر ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کے محلے میں ایک شخص کو ہزار کوڑے مارے گئے وہ کچھ نہ بولا پھر اُس کو جیل خانے کو لیچلے میں بھی اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیا موقع پا کر میں نے اُس سے پوچھا کہ کس جرم میں تمکو یہ سزا دی گئی جواب دیا جرم عشق میں پھر میں نے پوچھا اسقدر مار کھا کر تم چپ کیوں رہے

جواب دیا کہ معشوق مجھے دیکھہ رہا تھا یہہ سنکر میں نے کہا کہ دنیا کے معشوقوں سے تو نے اسقدر عشق کیا معشوق اکبر کی طرف تو نے اپنا دل کیوں نہ لگایا یہہ سنکر اُس نے ایک نعرہ مارا اور مر گیا۔

حکایت

بشر ابن حارث کہتے ہیں کہ میں ایک جزیرہ کو گیا وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا اندہا کوڑہی مجنون جس کو مرگی آتی تہی کہ وہ پڑا ہوا تہا اور چینٹیاں اُسکا گوشت کہا رہی تہیں مجہہ کو رحم آیا میں نے اُسکا سر اوٹہا کر اپنے زانو پر رکہا اور اُس سے پوچہا کہ یہہ حالت تیری کس سبب سے ہے بعد دیر کے اُسکو افاقہ ہوا میری باتیں سنکر کہنے لگا کہ یہ فضولی کون ہے میرے اور میرے پروردگار کے بیچ میں کیوں دخل دیتا ہے میرا محبوب مجھے مارتا ہے میں اُسکو سہتا ہوں اگر وہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو کیا اُس کی محبت میرے دل سے جاتی رہیگی جتنا چاہے ستالے روز بروز میری محبت اُس سے بڑہتی جائیگی۔

حکایت

سعید ابن احمد کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ اُسکے ہاتھ میں چہری ہے اور تماشائی لوگ اُسکو گہیرے ہوے ہیں اور وہ چلا چلا کر یہہ کہہ رہا ہے شعر

یوم الفراق من القیامة اطول	والموت من الم الفراق اجمل

کہ فراق کا دن قیامت سے بہی بڑا ہے اور موت جدائی سے بہتر ہے۔

یہہ کہتے ہوے اپنے پیٹ میں چہری مارلی اور مر گیا میں نے لوگوں سے پوچہا

کہ یہ کون تھا اور اسکا حال کیا تھا لوگوں نے کہا کہ یہ ایک شخص کو چاہتا تھا
کہ محبوب اس کا آج اس کو نہ ملا ایک روز کی جدائی کا بھی صدمہ نہ اوٹھا سکا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام نے حضرت جبریلؑ
سے کہا کہ مجھے کسی خاص بندے کو اللہ کے دکھلا دو حضرت جبریل نے اُنکو ایک
شخص کا نشان دیا وہاں جاکر حضرت یونس نے اُسکو دیکھا کہ جذام سے ہاتھ پاؤں
اُسکے بالکل گر گئے ہیں اور آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو رہا ہے اور یہ کہہ
رہا ہے کہ الٰہی جو کچھ تو نے چاہا سو کیا جو تو نے چاہا وہ مجھ سے لے لیا مجھکو کسی چیز کے
جانیکا کچھ غم نہیں اس لئے کہ تو نے اپنی محبت میرے دل سے نہیں لی اگر تو ہے
تو پھر کسی چیز کا غم نہیں ہے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُنکا گذر ایک آدمی پر ہوا جو کہ اندھا
اور اپاہج اور مفلوج تھا بالکل بدن اُسکا جذام سے سڑ گیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ الٰہی
ہزار ہزار تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھکو اُس بلا سے بچا لیا کہ جس میں اور تیری خلقت مبتلا
ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کیا خوب کچھہ اور بلا بھی باقی ہے کہ جس سے تو بچا ہوا ہے
اُس نے کہا کہ یا روح اللہ آپ نہیں جانتے کہ اصل بلا یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنی
معرفت دل سے اوٹھا لے وہ اُس نے میرے دل سے نہیں اوٹھائی حضرت
عیسیٰ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑہا اُس نے ہاتھ بڑہایا حضرت
عیسیٰ نے اپنا ہاتھ اُسکے بدن پر پھیرا سب بیماریاں جاتی رہیں اور وہ نہایت خوشرو
خوبصورت جوان ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا اور ہمیشہ حضرت

عیسی علیہ السلام کی صحبت میں رہکر عبادت کیا کرتا تھا۔

حکایت

حضرت شبلی جب جہل خانے میں قید تھے اسوقت اُنکے پاس ایک مرتبہ کچھ لوگ گئے حضرت شبلی نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم تمہارے دوست ہیں حضرت شبلی نے کہا کہ اچھا آگے آؤ جب وہ آگے بڑھے حضرت شبلی نے پتھروں سے مارنا شروع کیا سب بھاگ گئے حضرت شبلی نے پکارکر کہا کہ اے جھوٹھو محبوب کی مار سے بھاگتے ہو اگر تم میرے محب ہوتے تو میری بلاؤں پر صبر کرتے غرض کہ ان حکایات سے اہل معرفت جان سکتے ہیں کہ رضا بہت بڑا مقام مقامات اہل دیں سے ہے اور یہی اہل محبت کو سب چیزوں سے زیادہ ترلذیذ ہے جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا دعوی کرے اور پھر اُسکی بلاؤں پر راضی نہ رہے وہ جھوٹا ہے۔

بیان اسکا کہ دعا منافی رضا نہیں ہے

اگر کوئی پوچھے کہ رضا بالقضاء اللہ اعلی ترین مقامات سے ہے تو انبیا نے جب اُنکو کسی قسم کی تکلیف پہونچی ہے کیوں دعا کی ہے حالانکہ پیغمبر ہمارا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن سے بڑھکر کسی کو درجہ محبت اور مرتبہ رضا نہیں دیا گیا خود دعا کی ہے بلکہ اللہ جلشانہ خود اپنے بندوں کی تعریف کرتا ہے کہ یدعوننا کہ ہم سے دعا کرتے ہیں جواب اسکا یہہ ہے کہ دعا بھی اظہار احتیاج اپنے ہی محبوب سے ہے اس لئے وہ منافی رضا نہیں اور دعا میں لطف مناجات ہے کہ جس کے

سبب سے اولیاء اللہ دعا کرتے ہیں اور اس میں اظہار جلال اور قدرت اللہ جلشانہ کا ہوتا ہے اور اس حیلے سے اللہ جلشانہ سے باتیں کرنیکا موقع ملتا ہے اور سوا اسکے اور کوئی غرض دعا سے نہیں ہے کہ خود اللہ جلشانہ دعا کرنیکا حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو پس دعا اگر نہ کریں تو استغنا اور بے پروائی معلوم ہو اور اللہ جلشانہ دعا کرنی والون سے بہت خوش ہوتا ہے ؎

من ہمیدانم کہ میخواہد دلش
تا بود غوغا یہ گرد منزلش

میکنم چندان فغان در حضرتش
تا فرود آید ز بالا رحمتش

چیست ادعوی کدامست استلو
گر نمی خواہد گدایان را علو

آہ و گریہ پرورش چندان کنم
تا یہ خود آن غنچہ را خندان کنم

ای اخی دست از دعا کردن مدار
با قبول و بار دآنت چہ کار

شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو چاہیئے کہ دعا میں ذوق اور فرحت اسکو مناجات سے ہو اور یہ سمجھے کہ یہہ ذریعہ محبوب کی یاد کا ہے اور قضاء حاجت اور حصول مطلب پر کچھہ التفات نہ کرے جسقدر دیر اجابت میں ہو اتنا ہی شوق زیادہ ہو اور سمجھے کہ ہم مقبولان بارگاہ الٰہی سے ہیں اور مناجات کا ذریعہ اور باتون کا وسیلہ ابھی باقی ہے ایسے ہی دعا کرنیوالون کی شان میں مولانا لکھتے ہیں ؎

دل ز حرص مدعا خالی شدہ
ذوق عجز و بندگی حالی شدہ

گر اجابت شان فہوا لمراد
ورنہ با دیدار نقد آمیند کشاد

ہیچ نبود از دعا مطلوب شان
جز سخن کردن بآن شیرین زبان

درکند رہ دلذت آن ہیشنہ	بسحر تقریب سخن بار دگر	

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ ہرگز یہہ نہ کہنا چاہیئے کہ میں خدا سے سوال نہیں کرتا ہوں بلکہ ہمیشہ اُسی سے سوال کرنا چاہیئے اِس لئے کہ وہ خود فرماتا ہے (ادعونی استجب لکم) پس سوال اظہار اپنے عبودیت کا اور اقرار خدا کی الوہیت کا ہے بندہ کا کام ہے کہ آقا سے مانگتا رہے۔

عاشقوں کی حکایتیں

کسی نے ایک عاشق سے پوچھا کہ تم عاشق ہو جواب دیا نہیں ہم معشوق ہیں عاشق ہمیشہ دکھ میں رہتا ہے اور ہم ہمیشہ عیش میں ہیں پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سنتے ہیں کہ منجملہ چالیس ابدال کے ایک تو بھی ہے اُس نے کہا نہیں وہ سب چالیس میں ہی ہوں پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سنتے ہیں کہ تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملتا ہے وہ مسکرایا اور کہنے لگا میں اُن کا مشتاق نہیں ہوں وہی میرے مشتاق رہتے ہیں وے میرا ملنا چاہتے ہیں اور میں اُن سے چھپتا پھرتا ہوں۔

حکایت

حضرت یحییٰ بن معاذ نے حضرت بایزید بسطامی کو بعد نماز عشا کے دیکھا کہ صبح تک مسجد میں رہے پھر اُٹھے اور یہہ کہنے لگے کہ آلہی بعضوں نے تجھے چاہا تو نے انکو پانی پر چلنے اور ہوا پر اُڑنے کی طاقت دی اور وہ اِس پر راضی ہو گئے اور بعضوں نے تجھکو چاہا تو نے اُن کو طے ارض کی طاقت دی اور وہ اِس پر راضی

ہو گئے بعضوں نے تجھکو چاہا تو نے اُن کو تمام زمین کے خزانے دے دئے اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں پناہ مانگتا ہوں اِن سب چیزوں سے اور کچھ نہیں چاہتا یہہ کہکر وہ میری طرف متوجہ ہوے مجھ سے پوچھا کہ تو کس وقت سے یہاں ہی میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی یہہ سنکر چپ ہوے تب میں نے عرض کی کہ یا حضرت مجھ سے کچھ باتیں کیجیے تب کہا کہ اچھا جو تیرے لایق ہے وہ تجھ سے کہتا ہوں سن کہ مجھکو اللہ جلشانہ سب سے نیچے کے آسمان میں لے گیا اور تمام ملکوت سفلی میں مجھکو پھرایا اور سب زمینیں اور جو کچھ تحت الثریٰ تک ہے دکھلایا پھر مجھکو سب سے اوپر والے آسمان پر لے گیا وہاں سب آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت سے لیکر عرش تک سب کچھ دکھلایا پھر اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ مانگ جو کچھ مانگتا ہو میں نے کہا کہ الٰہی سوائے تیرے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوئی پس تجھ سے میں تجھی کو مانگتا ہوں تب خداوند عالم نے فرمایا کہ (انت عبدی حقا) میں تجھکو دونگا جو تو چاہتا ہے۔

حکایت

حضرت شبلی کے حال میں لکھا ہے کہ ابتداے عشق میں اُن کا یہہ حال تھا کہ جب کسی شخص کے منہہ سے خدا کا نام نکلتا وہ کہتے کہ اس کا منہہ شکر سے بھر دینا چاہیئے اور لڑکوں کو شکر بانٹتے اور اُن سے اللہ اللہ کہلاتے آخیر یہہ حال ہو گیا کہ جو کوئی خدا کا نام اُنکے سامنے لیتا وہ چاہتے کہ اسکا سر بدن سے جدا کر دیجیے لوگوں نے اسکا سبب پوچھا جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی غیر غفلت سے میرے محبوب کا نام زبان پر لاوے اور پھر یہہ حال اُن کا ہو گیا کہ غلبۂ اشتیاق میں

انھوں نے اپنے آپ کو دجلہ میں گرا دیا تاکہ ڈوب جاویں موج نے اونکو کنارے پر لا ڈالا تب انھوں نے اپنے آپ کو آگ میں ڈالا کچھ اثر نہ ہوا ہر چند انھوں نے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہا کچھ فائدہ نہ ہوا اور بیقراری انکی زیادہ ہوئی تب یہہ کہکر چلانے لگے (ویل لمن یقتلہ النار والماء والسباع والجبال) کہ افسوس ہے اوسپر جسکو نہ آگ ہلاک کر سکے نہ پانی نہ درندہ نہ پہاڑ آواز آئی کہ (من کان مقتول الحق لا یقتلہ غیرہ) کہ جو کوئی خدا کا مارا ہوا ہے اوسکو کوئی نہیں مار سکتا پھر ایسے دیوانے ہو گئے کہ چند مرتبہ اونکو قید کیا زنجیریں پہنائیں کسی طرح پر چین نہ پڑا اور روز بروز دیوانگی اُن کی زیادہ ہوتی گئی۔

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک روز ہاتھ میں آگ لیکر چلے اور کہنے لگے کہ میں کعبہ کو جاتا ہوں کہ اس آگ سے اوسکو جلا دوں تاکہ سب خلایق خدا کے کعبہ کی طرف متوجہ ہوں اور ایک روز ایک لکڑی کے دونوں سروں میں آگ لگا کر چلے اور کہنے لگے کہ میں جاتا ہوں بہشت و دوزخ دونوں کو جلا دوں تاکہ خلایق عبادت بے سبب کریں۔

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند شبانہ روز ایک درخت پر رقص کرتے رہے اور کہتے رہے ہو ہو لوگوں نے پوچھا یہہ کیا حال ہے کہا ایک فاختہ اس درخت پر بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کو کو میں جواب دے رہا ہوں ہو ہو کہ تو کہاں کہاں ڈھونڈھتی ہے وہ تو ہر جگہہ موجود ہے۔

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک جنازہ کو دیکھا کہ جسکے پیچھے ایک شخص روتا ہوا یہ کہتا چلا جاتا ہے (آہ من فراق الولد) شبلی بھی اُسکے پیچھے ہو لئے اور یہ کہکر چلانے لگے (آہ من فراق الاحد)

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ جب وہ مر گئے تو کسی نے اُنکو خواب میں دیکھکر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے کیسی گزری جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا وہ آئے اور مجھ سے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے میں نے جواب دیا کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جس نے تم کو اور سب فرشتوں کو حکم کیا کہ ہمارے باپ یعنی آدم کو سجدہ کرو اور ہم اپنے باپ کی پشت میں تھے اور تمہارا حال دیکھ رہے تھے یہ منکر نکیر کہنے لگے یہہ تو سب اولاد آدم کی طرف سے جواب دیتا ہے اور یہہ کہکر چلے گئے۔

حکایت

حضرت رابعہ بصری کے حال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حج کو چلیں جنگل میں کعبہ کو دیکھا کہ اُنکے استقبال کیلئے آیا حضرت رابعہ نے کہا کہ مرا رب البیت می باید بیت را چکنم کہاں ہے وہ جسنے فرمایا ہے (من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا) کہ جو میری طرف ایک بالشت چلے میں اُس کی طرف گز بھر چلوں فقط

الحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام۔

تمت بالخیر

نام کتاب	قیمت
یونس کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔	سے/
ایضاً ایضاً کاغذ زرد جلد سادہ ۔۔۔۔۔۔۔۔	سے/
تفسیر القرآن جلد پنجم اس جلد میں سورہ ہود ۔ سورہ یوسف ۔ سورہ رعد ۔ سورہ ابراہیم سورہ حجر ۔ اور سورہ نحل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ مجلد مطلا	سے/
تفسیر القرآن جلد ششم اس جلد میں سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی ۔۔۔۔۔	سے/
ایضاً ایضاً کاغذ زرد ۔۔ سادہ	سے/۸
خطبات احمدیہ مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم ۔ کاغذ عمدہ جلد پختہ ۔۔۔	سے/۴
ایضاً ایضاً ایضاً جلد خام ۔۔	سے/
النظر مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم ۔ اس میں آٹھ رسالے شامل ہیں جن میں امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے ۔۔۔۔۔	/۱۲
ابطال غلامی مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم اس میں نہایت تحقیق اور اجتہاد سے اسبات پر بحث کیگئی ہے کہ اسلام نے غلامی کو باطل ٹھیرایا ہے	عہ/
امہات المومنین کا جواب ۔ سر سید کا آخری مضمون ہے جو وفات سے چند دن قبل لکھنا شروع کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔	/۴
آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو کتاب حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث	عہ/۱۲
اعجاز التنزیل مصنفہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم ۔ وزیر اعظم ریاست پٹیالہ ۔	سے/
دعوت اسلام ۔ ترجمہ پریچنگ آف اسلام مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ ۔۔۔۔	سے/

نام کتاب	قیمت
رسائل شبلی شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کے گیارہ مختلف مضامین کا مجموعہ - -	عہ ۱ر
الفاروق با تصویر ... حصہ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مکمل سوانح عمری مرتبہ شمس العلما مولوی شبلی - - - - - - -	[illegible]
المامون مع التجزیہ یعنی مامون الرشید کی زندگی کے واقعات - -	عہ ر
سیرۃ النعمان سوانح عمری امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ شمس العلما مولوی شبلی -	عہ ۵ر
تاریخ علم کلام حصہ اول شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی سب سے آخری اور نئی تصنیف -	عہ ۳ر
عجائب الاسفار جلد اول یعنی سفرنامہ شیخ ابن بطوطہ - - - -	[illegible]
ایضاً جلد دوم ایضاً ایضاً - - - -	[illegible]
سفرنامہ روم مصر و شام شمس العلما مولانا محمد شبلی نعمانی کا سفرنامہ -	عہ ۵ر
سیر حامدی یعنی سفرنامہ جناب نواب محمد حامد علیخان بہادر والی ریاست رامپور متعلقہ سفر یورپ - - - - - - - -	ے/
وقائع سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر جس میں واقعات عہد سلطنت شاہجہان و اورنگ زیب درج ہیں قیمت ہر دو حصہ -	[illegible]
حیات جاوید یعنی لائف سر سید احمد خان مرحوم بلا ضمیمہ جات طبع دوم -	ے/
تزک عبد الرحمانی - کے ہر دو حصہ جات جس میں امیر عبد الرحمان خان نے خود اپنی سوانح عمری لکھی ہے اور اسکا اردو ترجمہ محمد حسن خان صاحب نے کیا ہے قیمت ہر دو حصہ	ے/
تاریخ پیغمبران حصہ اول جس میں ابتدائے آفرینش عالم و پیدائش حضرت آدم علیہ السلام و کل انبیائے مرسلین کے حالات و معجزات مفصل سلیس اردو میں لکھے گئے ہیں قیمت فی جلد -	عہ ۸ر